14. کُتّے

سید احمد شاہ بخاری

پڑھیے، سوچیے اور جواب دیجیے۔

ایک بادشاہ بہت ظالم اور خدا کا نافرمان تھا۔
اپنی رعایا پر ظلم کرنا، انکے ساتھ ناانصافی کرنا اس نے اپنی عادت بنالی تھی۔
وہ ساری دولت کو عیش وعشرت کے کاموں میں لٹایا کرتا تھا۔ اگر کوئی نیک آدمی اس کو ان برائیوں سے منع بھی کرتا تو وہ اسکو سخت سزائیں دیتا تھا۔ لوگ بہت پریشان اور مجبور تھے۔ ایک مرتبہ وہ بادشاہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک گاؤں سے گزرا تو راستے میں اسکی ملاقات ایک بوڑھے سے ہوئی۔ وہ بوڑھا آدمی بہت نیک اور اللہ کا اطاعت گزار بندہ تھا۔ بادشاہ نے اسکو روک لیا اور اپنے کتے کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ اے بوڑھے! بتا تو سہی کہ میرا یہ کتا بہتر ہے یا تو بہتر ہے؟ بوڑھے نے جواب دیا بادشاہ سلامت! اگر میری زندگی اللہ کی اطاعت میں، نیک کاموں میں، دوسروں کی خدمت میں گزرے اور ایمان پر میری موت ہوجائے تو میں بہتر ہوں ورنہ یہ کتا مجھ سے بہتر ہوگا۔

اِن سوالوں کے جواب دیجیے۔

1۔ بادشاہ کیسے زندگی گزار رہا تھا؟

2۔ نیک لوگوں کو وہ کیوں سزائیں دیتا تھا؟

3۔ بادشاہ نے بوڑھے آدمی سے کیا سوال کیا؟

4۔ بوڑھے نے کتے کو کس صورت میں خود سے بہتر قرار دیا؟

مرکزی خیال: اردو کے شہرۂ آفاق ادیب پطرس بخاری نے اپنے مشہور انشائیہ ''کُتّے'' میں موجودہ سماج پر راست طور پر طنز کیا ہے۔ انہوں نے کتے کو علامت کے طور پر پیش کیا ہے۔ درحقیقت ان کا اشارہ ان لوگوں کی سمت ہے جو تعمیری اور مثبت سرگرمیاں انجام نہیں دیتے۔ وہ بس تضیع اوقات کرتے ہیں اور اپنے مافی الضمیر کو چیخ و پکار کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے الجھ جاتے ہیں، غیر مہذب اور ناشائستہ برتاؤ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پطرس نے ایسے کرداروں کی ترجمانی کتوں کے ذریعے کی ہے۔ کتوں کا مشاعرہ ایک انوکھی تمثیل ہے۔ کسی نے بھی اس قسم کا کوئی مضمون نہیں لکھا۔ اس مضمون میں کتوں کی خصلت، جبلت اور ان کی نفسیات کا بھرپور احاطہ کیا گیا ہے۔ پطرس کا قلم ہر سطر اور ہر پیراگراف میں طنز و مزاح کی چاشنی بکھیرتا نظر آتا ہے۔ اور ہم طنز کی کاٹ کو سمجھنے کے باوجود ہنسنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

ماخذ

یہ مضمون مضامین پطرس سے لیا گیا ہے

طلبا کے لیے ہدایات

- سبق کی تصویریں دیکھیے اور ان کے بارے میں اظہار خیال کیجیے۔
- سبق پڑھیے اور ایسے الفاظ کے نیچے خط کھینچیے جن کے معنی آپ نہ جانتے ہوں۔
- خط کشیدہ الفاظ کے معنی اپنے دوستوں اور اساتذہ سے معلوم کیجیے یا فرہنگ میں دیکھیے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

علم الحیوانات کے پروفیسر سے پوچھا، سلوتریوں سے دریافت کیا، خود سر کھپاتے رہے، لیکن کبھی سمجھ میں نہ آیا کہ آخر کتّوں کا فائدہ کیا ہے؟ گائے کو لیجیے، دودھ دیتی ہے، بکری کو لیجیے دودھ دیتی ہے، مینگنیاں بھی، یہ کتّے کیا کرتے ہیں، کہنے لگے کہ کتّا وفادار جانور ہے۔ اب جناب وفاداری اگر اسی کا نام ہے کہ شام کے سات بجے سے جو بھونکنا شروع کیا تو لگاتار بغیر دم لیے صبح کے چھ بجے تک بھونکتے چلے گئے تو، ہم لنڈورے ہی بھلے۔

کل ہی کی بات ہے کہ رات کے کوئی گیارہ بجے جو ایک کتّے کی طبیعت ذرا گدگدائی تو انھوں نے باہر سڑک پر آ کر طرح کا ایک مصرع دے دیا۔ ایک آدھ منٹ کے بعد سامنے کے بنگلے میں سے ایک کتّے نے مطلع عرض کر دیا۔ اب جناب ایک کہنہ مشق استاد کو جو غصّہ آیا، ایک حلوائی کے چولھے میں سے باہر لپکے۔ اور بھنّا کر پوری غزل مقطع تک کہہ گئے۔ اس پر شمال مشرق کی طرف سے ایک قدر شناس کتّے نے زوروں کی داد دی۔ اب تو حضرت وہ مشاعرہ گرم ہوا کہ کچھ نہ پوچھے۔ کم بخت بعض تو دو غزلے سہ غزلے لکھ لائے تھے کئی ایک نے فی البدیہ قصیدے کے قصیدے پڑھ ڈالے۔ وہ ہنگامہ گرم ہوا کہ ٹھنڈا ہونے میں نہ آتا تھا۔ ہم نے کھڑکی میں سے ہزاروں دفعہ آرڈر، آرڈر پکارا لیکن ایسے موقع پر پردھان کی بھی کوئی نہیں سنتا۔ اب ان سے کوئی پوچھے کہ میاں تمھیں ایسا ہی ضروری مشاعرہ کرنا تھا تو دریا کے کنارے کھلی ہوا میں جا کر طبع آزمائی کرتے، یہ گھروں کے درمیان آ کر سوتوں کو ستانا کون سی شرافت ہے؟

پھر ہم دیسی لوگوں کے کتّے بھی کچھ عجیب بد تمیز واقع ہوئے ہیں۔ اکثر تو ان میں ایسے قوم پرست واقع ہوئے ہیں کہ پتلون کوٹ کو دیکھ کر ہی بھونکنے لگ جاتے ہیں۔ خیر یہ تو ایک حد تک قابل تعریف بھی ہے، ان کا ذکر ہی جانے دیجیے۔

اس کے علاوہ ایک اور بات ہے۔ یعنی بار ہا ڈالیاں لے کر صاحب لوگوں کے بنگلوں پر جانے کا اتفاق ہوا۔ خدا کی قسم ان کے کتّوں میں وہ شائستگی دیکھی ہے کہ عش عش کرتے لوٹ آئے ہیں۔ جوں ہی ہم بنگلے کے دروازے میں داخل ہوئے، کتّے نے برآمدے میں ہی کھڑے کھڑے ایک ہلکی سی ''بخ'' کر دی اور پھر منھ بند کر کے کھڑا ہو گیا۔ ہم آگے بڑھے تو اس نے بھی چار قدم آگے بڑھ کر ایک نازک اور پاکیزہ آواز میں پھر ''بخ'' کر دی۔ چوکیداری کی چوکیداری، موسیقی کی موسیقی۔ ہمارے کتّے ہیں کہ راگ نہ سُر، نہ سر نہ پیر، پر تان لگائے جاتے ہیں، بے تالے کہیں کے۔ نہ موقع دیکھتے ہیں نہ وقت پہچانتے ہیں۔ گلے بازی کیے جاتے ہیں۔ گھمنڈ اس بات پر ہے کہ تان سین اسی ملک میں تو پیدا ہوا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارے تعلقات کتّوں سے ذرا کشیدہ ہی رہتے ہیں۔ لیکن ہم سے قسم لے لیجیے کہ ایسے موقع پر ہم نے کبھی ستیہ گرہ سے منھ موڑا ہو۔ شاید آپ اسے تعلّی سمجھیں۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ آج تک کبھی کسی کتّے پر ہاتھ اٹھ ہی نہ سکا۔ اکثر دوستوں نے صلاح دی کہ رات کے وقت ہاتھ میں لاٹھی، چھڑی ضرور رکھنی چاہیے کہ دافع بلیات ہے۔ لیکن ہم کسی سے خواہ مخواہ عداوت پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ کتّے کے بھونکتے ہی ہماری طبعی شرافت ہم پر اس درجہ غلبہ پا جاتی ہے کہ اگر ہمیں اس وقت دیکھیں تو یقیناً یہی سمجھیں گے کہ ہم بزدل ہیں۔

شاید اس وقت آپ یہ بھی اندازہ لگا لیں گے کہ ہمارا گلا خشک ہوا جاتا ہے۔ یہ البتہ ٹھیک ہے ایسے موقع پر کبھی میں نے گانے

SCERT TELANGANA

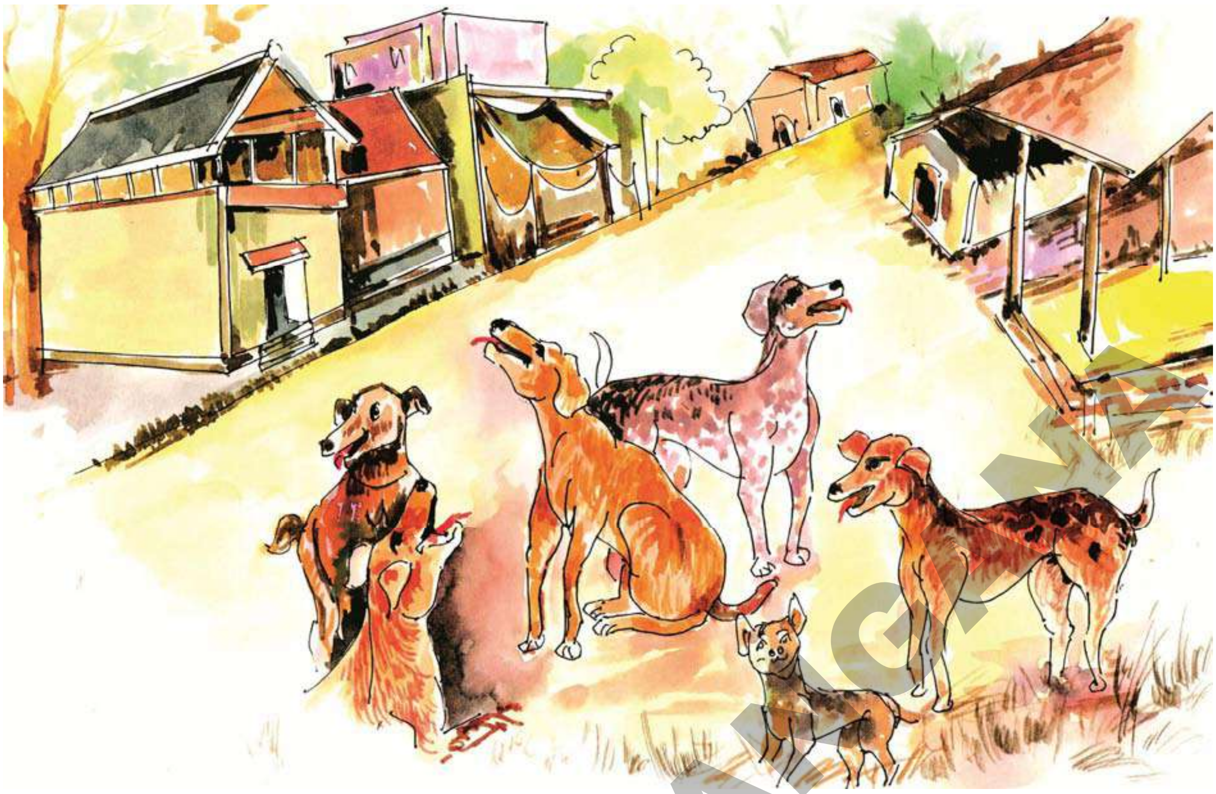

کی کوشش کروں تو کھرج کے سروں کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ اگر آپ نے بھی ہم جیسی طبعیت پائی ہو تو آپ دیکھیں گے کہ ایسے موقع پر آیت الکرسی آپ کے ذہن سے اتر جائے گی۔ اس کی جگہ آپ شاید دعائے قنوت پڑھنے لگ جائیں۔ بعض اوقات ایسا اتفاق ہوا ہے کہ رات کے دو بجے چھڑی گھماتے تھیٹر سے واپس آ رہے ہیں اور ناٹک کے کسی نہ کسی گیت کی طرز ذہن میں بٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چوں کہ گیت کے الفاظ یاد نہیں اور نومشقی کا عالم بھی ہے، اسی لیے سیٹی پر اکتفا کی ہے کہ بےسُرے بھی ہو گئے تو کوئی یہی سمجھے گا کہ انگریزی موسیقی ہے۔ اتنے میں ایک موڑ پر سے جو مڑے تو سامنے ایک بکری بندھی تھی۔ ذرا تصور ملاحظہ ہو۔ آنکھوں نے اسے بھی کتا دیکھا۔ ایک تو کتّا پھر بکری کی جسامت کا۔۔ یہ گویا بہت ہی بڑا کتّا۔ بس ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ چھڑی کی گردش دھیمی ہوتے ہوتے ایک نہایت ہی معقول زاویہ پر ہوا میں کہیں ٹھہر گئی۔ سیٹی کی موسیقی بھی تھرتھرا کر خاموش ہوگئی۔ لیکن کیا مجال ہے کہ ہماری تھوتھنی کی مخروطی شکل میں ذرا بھی فرق آیا ہو۔ گویا ایک بےآواز لَے ابھی تک نکل رہی تھی۔ طب کا مسئلہ ہے کہ ایسے موقعوں پر اگر سردی کے موسم میں پسینہ آجائے تو کوئی مضائقہ نہیں بعد میں پھر سوکھ جاتا ہے۔

چوں کہ ہم طبعاً ذرا محتاط ہیں، اس لیے آج تک کتّے کے کاٹنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ یعنی کسی کتّے نے آج تک ہم کو کبھی بھی نہیں کاٹا۔ اگر ایسا سانحہ کبھی پیش آیا ہوتا تو اس سرگذشت کے بجائے ہمارا مرثیہ چھپ رہا ہوتا۔ تاریخی مصرعہ دعائیہ ہوتا کہ اس کتّے کی مٹی سے بھی کتّا گھانس پیدا ہو لیکن

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے سگ رہ بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

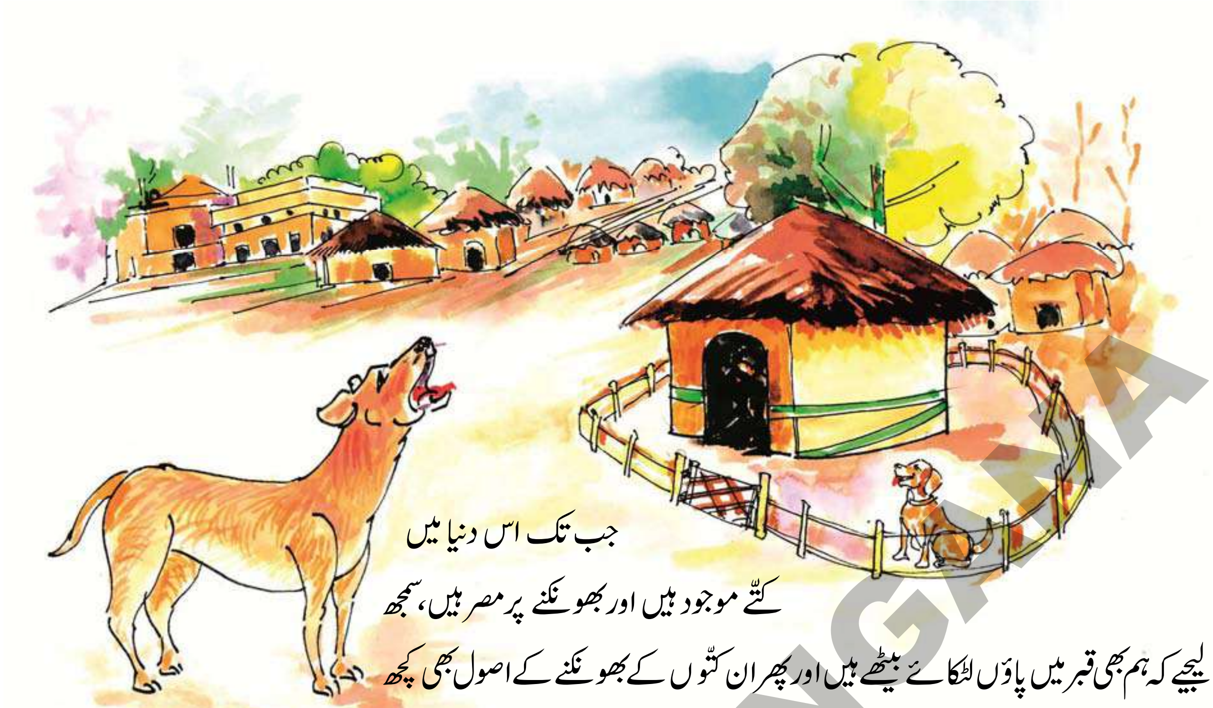

جب تک اس دنیا میں کتّے موجود ہیں اور بھونکنے پر مصر ہیں، سمجھ لیجیے کہ ہم بھی قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں اور پھر ان کتّوں کے بھونکنے کے اصول بھی کچھ نرالے ہیں، یعنی ایک تو متعدی مرض ہے اور پھر بچوں اور بوڑھوں سبھی کو لاحق ہے۔ اگر کوئی بھاری بھرکم اسفندیار کتّا کبھی کبھی اپنے رعب اور دبدبے کو قائم رکھنے کے لیے بھونک لے بھی تو ہم بھی چاروناچار کہہ دیں گے کہ بھئی بھونک (اگرچہ ایسے وقت میں اس کو زنجیر سے بندھا ہونا چاہیے) لیکن یہ کم بخت دوروزہ، سہ روزہ، دو دو تین تین تولے کے پلّے بھی تو بھونکنے سے باز نہیں آتے۔ باریک آواز، ذرا سا پھیپھڑا، اس پر بھی اتنا زور لگا کر بھونکتے ہیں کہ آواز کی لرزش دم تک پہنچتی ہے اور پھر جو بھونکتے ہیں، چلتی موٹر کے سامنے، گویا اسے روک ہی تو لیں گے۔ اب اگر یہ خاکسار موٹر چلا رہا ہے تو قطعاً ہاتھ کام کرنے سے انکار کر دیں گے۔ لیکن ہر کوئی یوں ان کی جاں بخشی تھوڑا ہی کر دے گا۔

کتّوں کے بھونکنے پر مجھے سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ ان کی آواز سوچنے کے تمام قویٰ کو معطل کر دیتی ہے۔ خصوصاً جب کسی دکان کے تختے کے نیچے ان کا ایک پورا خفیہ جتھا باہر آ کر تبلیغ کا کام شروع کرے تو آپ ہی کہیے ہوش ٹھکانے رہ سکتے ہیں؟ ہر ایک کی طرف باری باری متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ کچھ ان کا شور، کچھ ہماری صدائے احتجاج (زیرِلب)، بے ڈھنگی حرکات و سکنات (حرکات ان کی، سکنات ہماری)۔ اس ہنگامے میں دماغ بھلا خاک کام کر سکتا ہے؟ اگرچہ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ ایسے موقع پر دماغ کام کرے بھی تو کیا تیر مار لے گا؟ بہرصورت کتّوں کی یہ پہلے درجے کی ناانصافی میرے نزدیک ہمیشہ قابلِ نفریں رہی ہے۔ اگر ان کا ایک نمائندہ شرافت کے ساتھ ہم سے آ کر کہہ دے کہ عالی جناب! سڑک بند ہے۔ تو خدا کی قسم ہم بغیر چوں و چرا کیے واپس لوٹ جائیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہم نے کتّوں کی درخواست پر کئی راتیں سڑک ناپنے میں گزار دی ہیں۔ لیکن پوری مجلس کا یوں متفقہ اور متحدہ طور پر سینہ زوری کرنا ایک کمینہ حرکت ہے۔ قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر ان کا کوئی عزیز و محترم کتّا کمرے میں موجود ہو تو یہ مضمون بلند آواز سے نہ پڑھا جائے۔ مجھے کسی کی دل شکنی مطلوب نہیں۔

SCERT TELANGANA

خدا نے ہر قوم میں نیک افراد بھی پیدا کیے ہیں۔ کتّے اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ آپ نے خدا ترس کتّا بھی ضرور دیکھا ہوگا۔ عموماً اس کے جسم پر تپسیا کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ جب چلتا ہے تو اس مسکینی اور عجز سے گویا بارِ گناہ کا احساس آنکھ نہیں اٹھانے دیتا۔ دم اکثر پیٹ سے لگی ہوتی ہے۔ سڑک کے بیچوں بیچ غور و فکر کے لئے لیٹ جاتا ہے اور آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ شکل بالکل فلاسفروں کی سی اور شجرہ دیو جانس کلبی سے ملتا ہے۔ کسی گاڑی والے نے متواتر بگل بجایا، گاڑی کے مختلف حصوں کو کھٹکھٹایا، لوگوں سے کہلوایا، خود دس بارہ آوازیں دیں تو آپ نے سر کو وہیں زمین پر رکھے سرخ و مخمور آنکھوں کو کھولا، صورت حال کو ایک نظر دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ کسی نے ایک چابک لگا دیا، تو آپ نہایت اطمینان کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر ایک گز جا کر پرے لیٹ گئے اور خیالات کے سلسلے کو، جہاں سے وہ ٹوٹ گیا تھا، پھر شروع کر دیا۔ کسی بائیسکل والے نے گھنٹی بجائی تو لیٹے ہی لیٹے سمجھ گئے کہ بائیسکل ہے ایسی چھچھوری چیزوں کے لئے وہ رستہ چھوڑ دینا فقیری شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔

رات کے وقت یہی کتّا اپنی خشک پتلی سی دم کو تا بحد امکان سڑک پر پھیلا کر رکھتا ہے۔ اس سے محض خدا کے برگزیدہ بندوں کی آزمائش مقصود ہوتی ہے۔ جہاں آپ نے غلطی سے اس پر پاوں رکھ دیا۔ انھوں نے غیظ و غضب کے لہجے میں آپ سے پرسش شروع کر دی۔ بچہ فقیروں کو چھیڑتا ہے نظر نہیں آتا؟ ہم سادھو لوگ یہاں بیٹھتے ہیں۔ بس فقیر کی بد دعا سے اسی وقت رعشہ شروع ہو جاتا ہے۔ بعد میں کئی راتوں تک یہی خواب نظر آتا ہے۔ بے شمار کتّے ٹانگوں سے لپٹے رہتے ہیں اور جانے نہیں دیتے۔ آنکھ کھلتی ہے تو پاؤں چار پائی کی ادوان میں پھنسے ہوتے ہیں۔ اگر خدا مجھے کچھ عرصہ کے لیے اعلیٰ قسم کے بھونکنے اور کاٹنے کی طاقت عطا فرمائے، تو جنون انتقام میرے پاس کافی مقدار میں ہے۔ رفتہ رفتہ سب کتّے علاج کے لیے کسولی پہنچ جائیں گے۔ انگریزی میں ایک مثل ہے:

”بھونکتے ہوئے کتّے کاٹا نہیں کرتے۔“

یہ بجا سہی لیکن کون جانتا ہے کہ بھونکتا ہوا کتّا کب بھونکنا بند کر دے اور کاٹنا شروع کر دے۔

مصنف کا تعارف

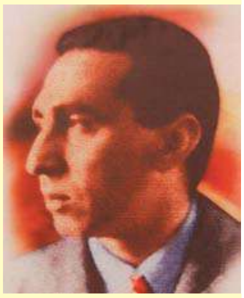

اصلی نام سید احمد شاہ بخاری، لیکن ادبی دنیا میں پطرس کے قلمی نام سے مشہور ہیں۔ یکم اکتوبر ۱۸۹۸ء کو پشاور میں پیدا ہوے۔ ابتدائی تعلیم وہیں ہوئی اس کے بعد لاہور کالج کے طالب علم رہے۔ اپنی ذہانت کی وجہ سے کالج کے طلبہ اور اساتذہ دونوں میں مقبول تھے۔ زیادہ سے زیادہ وقت کتب بینی میں صرف کرتے تھے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کی تعلیم کے بعد لندن کی کیمرج یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ وہاں بھی اپنی ذہانت کا بھرپور ثبوت دیا۔ لندن سے واپس آنے کے بعد پہلے ٹریننگ کالج اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا ریڈیو کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ترقی کر کے کنٹرولر جنرل ہو گئے۔ ان کی گونا گوں صلاحیتوں کی وجہ سے اقوام متحدہ کے شعبۂ اطلاعات کے جنرل سکریٹری بنائے گئے۔ یہ پہلے ایشیائی تھے جن کو اس عہدے پر فائز کیا

SCERT TELANGANA

گیا تھا۔ پطرس کا انتقال ۱۹۵۸ء میں ہوا۔

اردو مزاح نگاری میں انھیں خاص مقام حاصل ہے۔ ان کی مزاح نگاری کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہنسانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ واقعات کے تسلسل اور کرداروں کے حرکات وسکنات فطری طور پر اس طرح پیش کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کے لیے مزاح کا پہلو خود بہ خود نکل آتا ہے۔ ان کی تحریروں میں اصلاح کا کوئی نہ کوئی پہلو ہوتا ہے۔ ان کی زبان سادہ اور شیریں ہے۔ اسلوب شگفتہ اور دل چسپ ہے جس سے معمولی باتوں میں بھی جان پڑ جاتی ہے۔ ان کے مضامین کا مجموعہ ''مضامین پطرس'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔

I۔ سمجھنا۔ اظہار خیال کرنا

A۔ ذیل میں دیے گئے سوالوں کے جواب اپنے الفاظ میں دیجیے۔

1۔ کتوں نے کیسا مشاعرہ منعقد کیا اور وہ مصنف کو کیوں پسند نہیں آیا؟

2۔ ''کتے کے بھونکتے ہی ہماری طبع شرافت ہم پر اس درجہ غلبہ پا جاتی ہے کہ اگر ہمیں اس وقت دیکھیں گے تو یقیناً یہی سمجھیں گے کہ ہم بزدل ہیں۔'' مصنف نے ایسا کیوں کہا؟ کیا شرافت اور بزدلی میں فرق ہے؟ کیسے؟

3۔ آپ کتوں کو پسند کرتے ہیں یا ناپسند؟ وجوہات بتلائیے۔

B۔ پڑھیے اور سمجھ کر بولیے۔

(الف) ذیل کے الفاظ پڑھیے اور سبق میں ان کی نشاندہی کیجیے۔

قدرشناس	فی البدیہہ	طبع آزمائی	شائستگی	ستیہ گرہ	عداوت
سرگذشت	تھوتھنی	لرزش	قابل نفریں	بارگناہ	پرستش

(ب) ذیل میں دیے گئے محاوروں کو پڑھیے اور سبق کی مناسبت سے ان کے مطلب بیان کیجیے۔

1۔ قبر میں پاؤں لٹکانا　　2۔ طبع آزمائی کرنا　　3۔ جاں بخشی کرنا

4۔ ہنگامہ گرم ہونا　　5۔ ہوش ٹھکانے رہنا

(ج) ذیل میں دیے گئے اقتباس کو پڑھیے اور سوالوں کے جواب دیجیے۔

ایک چیز جو انشائیہ کو دوسری اصنافِ ادب سے ممیز کرتی ہے اس کا غیر رسمی طریق کار ہے دراصل انشائیہ کے خالق کے پیش نظر کوئی ایسا مقصد نہیں ہوتا جس کی تکمیل کے لیے دلائل و براہین سے کام لے اور ناظر کے ذہن میں ردوقبول کے میلانات کو تحریک دینے کی سعی کرے۔ انشائیہ کا خالق اپنے موضوع کے انتخاب میں جدّت سے کام لیتا ہے تاہم بات ختم نہیں ہو جاتی کیونکہ انشائیہ کا خالق مضمون کے تار و پود میں بھی ایک خوشگوار سادگی کو برقرار رکھتا ہے چنانچہ انشائیہ کے مطالعہ کے بعد ناظر کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ چند لمحوں میں حظ

SCERT TELANGANA

تعجب اور مسرّت کی بہت سی منازل طے کر آیا ہے غور کیجیے تو انشائیہ کی امتیازی صورت ایک بڑی حد تک اسی خوشگوار تازگی کی مرہون منت ہے۔

1۔ کس صنف کا خالق اپنے موضوع کے انتخاب میں جدّت سے کام لیتا ہے؟

2۔ انشائیہ کی امتیازی صورت کیا ہے؟

3۔ انشائیہ کا قاری مطالعہ کے بعد کیا محسوس کرتا ہے؟

4۔ انشائیہ کو دوسری اصناف ادب سے ممیز کرنے والی چیز کونسی ہے؟

(د) ذیل کے جواب دیجیے۔

1۔ پطرس بخاری اپنی کس صفت کی وجہ سے ہر جگہ مقبولیت حاصل کر لیتے تھے؟

2۔ پطرس بخاری کی مزاح نگاری کی اہم خصوصیت کیا ہے؟

3۔ مصنف نے دیسی کتوں کی کس عادت کو قابل تعریف کہا ہے؟

4۔ کتّوں کے بھونکنے کے نرالے اصول کونسے ہیں؟

5۔ مصنف کو کتّوں کی کس حرکت میں کمینہ پن نظر آتا ہے؟

6۔ کتّے کس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں؟

7۔ بھونکنے اور کاٹنے کی طاقت اگر مل جائے تو مصنف کیا کرنا چاہتا ہے؟

II۔ اظہار مافی الضمیر۔ تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

1۔ ”ہم نے کھڑکی میں سے ہزاروں دفعہ آرڈر آرڈر پکارا لیکن ایسے مواقع پر پردھان کی بھی کوئی نہیں سنتا۔“ یہ جملہ مصنف نے کیوں کہا اس میں کیا طنز پوشیدہ ہے؟

2۔ مصنف کے دوستوں نے رات کے وقت ہاتھ میں لاٹھی یا چھڑی رکھنے کو دافع بلیات کیوں کہا ہے؟

3۔ ”چوکیداری کی چوکیداری اور موسیقی کی موسیقی“ اس جملہ سے مصنف کی کیا مراد ہے؟

4۔ کتوں کو کس بات پر گھمنڈ ہے۔ اور کیوں؟

5۔ خدا ترس کتے کی کیا صفات مصنف نے بیان کی ہیں؟

6۔ اس شعر کا مطلب آپ نے کیا سمجھا؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے سگ رہ بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

(ب) ذیل کے سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

1۔ اس سبق میں کتے کی تمثیل کے ذریعے مصنف نے انسانوں پر کیا کیا طنز کیے ہیں؟ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

2۔ کیا آپ کو کبھی کتوں سے سابقہ پڑا ہے؟ اپنے تجربے کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔

3۔ ''بھونکنے والے کتے کاٹا نہیں کرتے'' اس کہاوت کی وضاحت کیجیے۔

(ج) تخلیقی انداز میں لکھیے۔

1. ذیل میں سے کسی ایک عنوان پر مزاحیہ مضمون لکھیے۔

(1) دواخانے (2) مہنگائی

(د) توصیفی انداز میں لکھیے

آپ کے ایک دوست نے کسی جلسہ کی کاروائی کی تجزیاتی رپورٹ تیار کی ہے۔ اس کی توصیف میں دس جملے لکھیے۔

III۔ زبان شناسی

لفظیات

(الف) سبق کو غور سے پڑھیے اور اس میں استعمال کیے گئے محاوروں کی نشاندہی کیجیے اور ان کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

(ب) سبق میں کہاوت ''بھونکنے والے کتے کاٹا نہیں کرتے'' استعمال کی گئی ہے۔ ہماری روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والی کوئی چار کہاوتیں لکھیے جن میں جانوروں کے نام شامل ہوں۔ مثال۔ دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔

(ج) ذیل کی تلمیحات کی وضاحت کیجیے۔

دیوجانس کلبی۔ تان سین۔ اسفند یار۔

قواعد

اس جملے پر غور کیجیے۔

راشد بیمار ہے۔

اس جملے میں راشد کے متعلق خبر دی جا رہی ہے لہٰذا ''بیمار'' اسم کی حالت خبری ہے۔

> جب جملے میں کوئی اسم کی خبر واقع ہو تو اسکی ایسی حالت کو **حالت خبری** کہتے ہیں۔

ان جملوں پر غور کیجیے۔

عالیہ کا گھر ہاجرہ کی کتاب

گھر کا تعلق عالیہ سے اور کتاب کا تعلق ہاجرہ سے بتایا جا رہا ہے۔ یعنی عالیہ اور ہاجرہ مضاف الیہ، گھر اور کتاب مضاف اور کا۔ کی۔

SCERT TELANGANA

حروف اضافت ہیں۔ لہٰذا عالیہ اور ہاجرہ حالت اضافی میں ہیں۔

جب جملے میں کوئی اسم مضاف الیہ واقع ہوتو اسکی ایسی حالت کو **حالت اضافی** کہتے ہیں۔

کا، کے، کی، علامت اضافت کہلاتے ہیں۔

کا واحد مذکر کے لئے کے جمع مذکر کے لئے

کی واحد مونث کے لئے اور جمع مونث کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

○ اس جملے پر غور کیجیے۔

جنید صبح اٹھتا ہے اور اسکول جاتا ہے۔

اس جملے میں صبح اور اسکول اسم ظرف ہیں جو وقت اور جگہ کو بتا رہے ہیں۔

جب جملے میں کوئی اسم ظرف واقع ہوتو اسکی ایسی حالت کو **حالت ظرفی** کہتے ہیں۔

اسم کی چھ حالتیں ہیں

حالتِ فاعلی	حالتِ مفعولی	حالتِ ظرفی
حالتِ اضافی	حالتِ ندائی	حالتِ خبری

مشق۔I ان جملوں میں اسم کی حالتوں کی شناخت کیجیے اور قوسین میں لکھیے۔

1۔ چار مینار قدیم عمارت ہے۔ (   )

2۔ یہاں سے وہاں تک شور بپا ہے۔ (   )

3۔ چار مینار کا بانی قلی قطب شاہ ہے۔ (   )

4۔ غریبوں کے مکانات سیلاب کی نذر ہو گئے۔ (   )

5۔ سمندر کی تہہ میں موتی پائے جاتے ہیں۔ (   )

6۔ بچے سبق یاد کر رہے ہیں۔ (   )

SCERT TELANGANA

مشق۔II ذیل کے جملے کن حالتوں میں ہیں قوسین میں لکھیے۔

1۔ یااللہ! یہ کیا ہو گیا؟ (   )

2۔ محمود کا دل بھر آیا۔ (   )

3۔ بچہ ہنستا ہوا گھر آیا۔ (   )

4۔ حامد جا رہا ہے۔ (   )

5۔ اسلم نے سانپ کو مارا۔ (   )

6۔ احمد کل تک آئے گا۔ (   )

منصوبہ کام

1. دیگر مزاح نگاروں اور مزاحیہ شاعروں کے مضامین اور نظموں کو جمع کیجیے اور ایک کتاب کی شکل دیجیے۔

SCERT TELANGANA

شمار	سبق	ماہ	صفحہ نمبر
.1	حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ	جولائی	121
.2	مولانا حافظ محمد انوار اللہ خان بہادر فضیلت جنگؒ	اگست/ستمبر	128
.3	محمد قلی قطب شاہ	اکتوبر	133
.4	نواب میر عثمان علی خان	نومبر	137
.5	مولانا ابوالکلام آزادؒ	جنوری	145
.6	علامہ اقبال	فروری	154

SCERT TELANGANA

- علم وفضل میں یکتائے روزگار
- متقی وپرہیزگار
- دیانت دار تاجر
- پیکرِ ذہانت وفراست
- لوگ فقہ میں ابوحنیفہؒ کے عیال اور دست نگر ہیں (امام شافعیؒ)

1. حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ کا نام نعمان اور والد کا نام ثابت ہے۔ آپ 80 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پوتے اسماعیل فرماتے ہیں کہ ہم لوگ فارسی النسل ہیں، ہمارا خاندان کبھی کسی کا غلام نہیں تھا۔ میرے دادا ابوحنیفہ 80ھ میں پیدا ہوئے میرے پڑدادا بچپن میں حضرت علیؓ کی خدمت میں گئے۔ آپ نے ان کی اور ان کی اولاد کے حق میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے حضرت علیؓ کی دعا قبول فرمائی اور میرے دادا جیسی عظیم المرتبت شخصیت پیدا ہوئے۔

آپؒ تابعی ہیں، دوران حج آپ کی ملاقات صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن حارثؓ سے ہوئی اور ان سے حدیث سنی۔ آپ نے علم وادب تفسیر و حدیث اور کلام اپنے زمانے کے مشہور اساتذہ و ائمہ وقت سے حاصل کیا اور ان علوم میں کمالِ تبحر پیدا کیا لیکن آخر میں عام خلائق کی ضرورتوں کے مدنظر فقہ کو ترجیح دی اور اس فن کے امام اعظم ہوگئے۔

فن حدیث سیکڑوں محدثین سے حاصل کیا جن میں اکثر تابعین اور فن حدیث کے امام ہیں۔ اسی طرح بڑے پائے کے محدثین اور ائمہ حدیث آپ کے شاگرد بھی ہیں۔

اوصاف جمیلہ :

امام اعظم ابوحنیفہؒ علم وفضل میں یکتائے روزگار اور نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ دنیوی جاہ وعزت کو حقیر سمجھتے۔ بڑے سخی اور فیاض تھے اور اخلاقِ حسنہ میں امتیاز رکھتے تھے۔ ذکر و عبادت میں بکثرت مصروف رہتے۔ اکثر نمازیں اور قرآن مجید

SCERT TELANGANA

پڑھتے وقت گھنٹوں رویا کرتے۔امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں ''امام ابوحنیفہؒ کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ ہررات دن میں ایک قرآن مجید ختم فرماتے اور رمضان شریف سے یوم عید تک باسٹھ قرآن ختم فرماتے، آپ بہت بڑے سخی اور علم سکھانے پر بڑے صابر تھے، جو کچھ آپ کو کہا جاتا اس پر آپ تحمل فرماتے اور غصے سے دور رہتے۔

تقویٰ و پرہیزگاری :

ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ پرہیزگار نہ پایا۔ میں نے ایک دن ان کو ایک شخص کے دروازے کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہوئے دیکھا اور عرض کیا ''اگر حضور اس سائے میں تشریف لے جاتے تو اچھا ہوتا''۔ فرمائے ''مالک مکان پر میرا قرض ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے نفع حاصل کروں اور اس کے مکان کے سائے میں بیٹھوں اور فرمایا جس قرض سے نفع ہو وہ سود ہے۔

استاذ کا ادب :

اساتذہ کے ادب واحترام میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی یہ حالت تھی کہ آپ اپنے استاد حمادؒ جب تک زندہ رہے آپ نے ان کی مکان کی طرف کبھی پاؤں نہیں پھیلایے۔ جب کبھی نماز پڑھتے تو اپنے استاذ حمادؒ اور ہر ایسے شخص کے لیے جس سے کوئی علم سیکھا ہو ضرور دعا کرتے۔اسی سعادت مندی کا اثر تھا کہ آپ کے اساتذہ بھی آپ کا اس قدر ادب واحترام کرتے تھے کہ لوگوں کو تعجب ہوتا۔حضرت امام شافعیؒ کہا کرتے تھے کہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہؒ کے عیال اور دست نگر ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے صاحب زادے حمادؒ نے سورۃ فاتحہ ختم کی تو امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ان کے استاذ کو پانچ سو درہم بھجوائے۔ اس رقم کو دیکھ کر استاذ صاحب کہنے لگے میں نے ایسا کیا کام انجام دیا ہے جس کے بدلے آپ نے کثیر رقم بھیجی ہے؟ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے انہیں بلا بھیجا اور معذرت کی اور فرمایا ''میرے لڑکے کو جو کچھ آپ نے سکھایا ہے اس کو حقیر نہ جانیں واللہ! اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو قرآن شریف کی عظمت کے پیش نظر وہ سب آپ کی نذر کر دیتا''۔

حلم وعفو :

ایک دن مسجد میں درس دے رہے تھے کہ ایک شخص جو آپ کا مخالف تھا۔عام مجلس میں آپ کو بُرا بھلا کہنے لگا۔ امام نے کچھ توجہ نہ کی اور اسی طرح درس میں مشغول رہے۔شاگردوں کو بھی منع کر دیا کہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوں۔درس سے اٹھے تو وہ شخص ساتھ ہوا اور جو کچھ منہ میں آتا برابر بکتا جاتا تھا۔امام صاحب اپنے گھر کے قریب پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ بھائی اب میرا گھر آ گیا۔اگر کچھ اور رہ گیا ہے تو بول دو اب میں اندر جاتا ہوں اور تم کو موقع نہ ملے گا۔

SCERT TELANGANA

سخاوت وفیاضی :

تجارت اور اکتسابِ دولت سے آپ کا مقصود زیادہ تر مخلوق کو فائدہ پہنچانا تھا۔احباب اور غرباء کے لیے یومیہ مقرر کیے تھے۔اساتذہ اور محدثین کے لیے تجارت کا ایک حصہ مخصوص کر دیا تھا کہ اس سے جو نفع حاصل ہوتا تھا ہر سال ان لوگوں کو پہنچایا جاتا تھا۔عام معمول تھا کہ گھر والوں کے لیے کوئی چیز خریدتے تو اسی قدر محدثین اور علماء کے پاس بھجواتے،غریب شاگردوں کی ضروریاتِ خانگی کی کفالت کرتے کہ اطمینان سے علم کی تکمیل کرسکیں۔

ابن حجر مکیؒ نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ

امام ابوحنیفہؒ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے،آپ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ انتہائی شفقت اور بھلائی کا معاملہ فرمایا کرتے تھے،لہٰذا آپ محتاجوں کی شادی کروادیتے اور انہیں خرچ کے لیے مال عطا فرماتے اور ہر ایک کے پاس اس کے شایان شان تحفہ بھیجا کرتے۔ایک مرتبہ آپ نے ایک شاگرد کو پھٹا ہوا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا فرمایا ''یہیں بیٹھنا یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہوجائیں'' جب لوگ چلے گئے تو آپ نے اسے قریب بلایا اور فرمایا ''اس جائے نماز کے نیچے جو کچھ ہے وہ سارے کا سارا لےلو!'' اس نے جائے نماز کو اٹھایا تو اس کے نیچے دس ہزار درہم موجود تھے''۔

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ راستے سے گزر رہے تھے،اتنے میں ایک شخص نے ان کو دیکھا،پھر چھپ گیا اور دوسرا راستہ اختیار کرلیا۔ آپ نے اسے پکارا،وہ آیا تو آپ نے فرمایا

''تم کیوں اپنی راہ سے بےراہ ہوکر چلے؟''

اس نے کہا'' آپ کا مجھ پر دس ہزار درہم قرض ہے جس کو زمانہ دراز ہوگیا اور میں تنگدست ہوں اس لیے آپ سے شرماتا ہوں''۔

جود وسخا کے اس پیکر پر قربان جائیں اس کے اس عذر کو سننے کی دیر تھی کہ فرمایا :

''سبحان اللہ! اگر یہی وجہ ہے تو میں نے وہ سب تم کو بخش دیا اور میں نے اپنے آپ کو اپنے نفس پر گواہ کیا تو مت چھپ اور مجھے معاف کر۔اس خوف سے جو میری جانب سے تیرے دل میں واقع ہوا''۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے-2020-21

تجارت ودیانت داری :

امام صاحب کی تجارت نہایت وسیع تھی۔لاکھوں کا لین دین تھا۔دیانت واحتیاط کا بے انتہا خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے ملازم کے پاس ریشم کے تھان بھیجے اور کہلا بھیجا کہ فلاں فلاں تھان میں عیب ہے۔خریدار کو بتادینا ملازم کو اس ہدایت کا خیال نہ رہا تھان بیچ ڈالے اور خریدار کو عیب کی اطلاع نہ دی۔امام صاحب کو معلوم ہوا تو نہایت افسوس کیا۔تھانوں کی قیمت جو تیس ہزار درہم تھی سب خیرات کر دی۔

ایک دن عورت ایک قیمتی ریشم کا تھان لے کر آئی کہ فروخت کروا دیجیے۔امام صاحب نے دام پوچھے اس نے سو درہم بتایے۔ فرمایا کم ہے اس نے کہا دو سو درہم، فرمایا کہ یہ تھان پانچ سو درہم سے کم قیمت کا نہیں۔اس نے تعجب سے کہا آپ شاید مذاق کرتے ہیں۔امام صاحب نے پانچ سو درہم دے دیئے اور تھان رکھ لیا۔

مصروفیات:

حضرت ابوحنیفہ کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد مسجد میں درس دیتے۔دور دور سے استفتاء آتے۔ان کا جواب لکھتے۔پھر تدوین فقہ کی مجلس منعقد ہوتی۔بڑے بڑے نامور شاگردوں کا مجمع ہوتا جو مسائل اتفاق رائے سے طئے ہوتے۔قلمبند کر لیے جاتے۔نماز ظہر پڑھ کر گھر تشریف لاتے نماز عصر کے بعد کچھ دیر تک درس و تعلیم کا مشغلہ رہتا۔باقی وقت بیماروں کی عیادت، مزاج پرسی، غریبوں کی خبر گیری میں مصروف رہتے۔مغرب کے بعد درس کا سلسلہ شروع ہوتا اور عشاء تک رہتا۔نماز عشاء پڑھ کر عبادت میں مشغول ہوتے اور تقریباً دس بجے نماز عشاء پڑھتے اور رات کا بیشتر حصہ تہجد اور وظائف میں گذرتا۔کبھی کبھی دکان پر بیٹھتے اور وہیں یہ تمام مشاغل انجام پاتے۔

ذہانت وفراست :

امام اعظم ابوحنیفہؒ بے حد ذہین اور صاحب فراست تھے۔آپؒ نے قرآن وحدیث سے مسائل کا حل فرماتے، مشکل سے مشکل مسئلوں میں آپ کا ذہن اس تیزی سے پہنچتا تھا کہ لوگ حیران رہ جاتے۔

☆ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ ایک شخص امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی دیوار میں روشن دان کے کھولنے کا مسئلہ دریافت کیا۔امام صاحب نے فرمایا جب دیوار تمہاری ہے تو اس میں روشن دان کھول سکتے ہو(مگر اس کی غرض اذان سننے اور تازہ ہوا کے آنے جانے تک محدود رہے)خبردار! اس سے پڑوسی کے گھر جھانکنا شرعاً ممنوع ہے۔

جب اس کے پڑوسی کو علم ہوا تو وہ قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس حاضر ہوا اور صورتِ واقعہ بیان کر دی۔قاضی صاحب نے اسے روشن دان کھولنے سے منع کر دیا۔وہ دوسری مرتبہ امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور قاضی صاحب کے امتناعی حکم کی اطلاع عرض

SCERT TELANGANA

کردی۔امام صاحب نے فرمایا! لیجیے اب کی بار اپنی دیوار میں ایک دروازہ کھول دیجیے چنانچہ جب وہ دروازہ کھولنے کے لیے دیوار کے پاس آیا اور پڑوسی کو اس کے عزم کا علم ہوا تو وہ پھر سے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس شکایت لے کر آیا۔قاضی صاحب نے اب کے بار اسے دروازہ بنانے سے بھی روک دیا۔ وہ صاحب امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ قاضی صاحب نے تو مجھے دروازہ کھولنے سے بھی روک دیا ہے۔

تب امام صاحب نے اس سے کہا بھائی! تمہاری ساری دیوار کی کل قیمت کتنی ہے؟ عرض کیا کہ تین دینار۔امام صاحب نے فرمایا تمہارے تین دینار میرے ذمہ واجب ہوئے۔جاؤ اور اپنی دیوار کو گرادو۔

وہ حسبِ ہدایت دیوار گرانے آیا تو پڑوسی نے حسب سابق اسے منع کیا اور قاضی صاحب کے پاس پھر سے شکایت لایا۔

قاضی صاحب اس سے فرمانے لگے۔بھائی! تم بھی عجیب آدمی ہو کہ وہ اپنی دیوار گرارہا ہے اس کی اپنی چیز ہے اس میں جیسا تصرف چاہے کرسکتا ہے اور تم ہو کہ مجھے کہتے ہو کہ میں اسے اپنی دیوار گرانے سے روک دوں۔قاضی صاحب نے دیوار کے مالک سے بھی کہا چلے جاؤ! اور اپنی دیوار گرادو، جو جی چاہے اپنی دیوار سے وہی معاملہ کرو۔

اس صاحب نے عرض کیا! جناب قاضی صاحب! آپ نے مجھے بے جا مشقت میں ڈالے رکھا اتنے بڑے کام سے تو میرے لیے روشن دان بنانا آسان تھا۔قاضی صاحب کہنے لگے۔

جب تم ایسے آدمی کے پاس جاتے رہے جو میری خطاؤں کو ظاہر کرتا رہا، اب جب کہ میری غلطیاں ظاہر ہوگئیں ہیں اور پردے کی بھی کوئی صورت باقی نہیں رہی تو میں اب بات کیسے کرسکتا ہوں جس سے اس کے بعد مجھے مزید فضیحت اٹھانی پڑے۔

☆ ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنے دوست کو ایک تھیلی (جس میں ایک ہزار درہم موجود تھے) سپرد کرتے ہوئے یہ وصیت کی جب میرا بچہ بڑا ہوجائے تو اس میں سے جو آپ کو پسند ہو میرے بیٹے کے حوالے کردیں۔ چنانچہ وہ لڑکا بالغ ہوا اور عقل وشعور میں پختگی ہوئی تو اس کے باپ کے دوست نے اپنے مرحوم دوست کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے خالی تھیلی اس کے بیٹے کے حوالے کردی اور ہزار درہم اپنے پاس رکھ لیے۔لڑکے کو جب اصل صورت حال معلوم ہوئی تو اس نے بڑا واویلا کیا۔مگر اس کے باپ کے دوست نے کہا کہ یہ تو تیرے باپ نے مجھے اجازت دے رکھی تھی کہ جو چیز تمہیں پسند ہو وہ میرے بیٹے کے حوالے کردے۔لہذا میں نے تھیلی کو پسند کیا اور تیرے حوالے کردی شرعاً میں نے مرحوم کی وصیت پر صحیح عمل کیا اور عنداللہ میں بری ہوں۔

جب لڑکا کسی طرح بھی کامیابی حاصل نہ کرسکا تو بے چارہ امام اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سارا قصہ سنایا تو امام صاحب نے وصی (لڑکے کے باپ کے دوست) کو بلایا اور اس سے کہا کہ جب اس لڑکے کے باپ نے جو تمہارے دوست تھے تمہیں یہ وصیت کی تھی کہ جو چیز تمہیں پسند ہو وہ میرے بچے کے حوالے کردو۔تو محترم! تمہیں اپنی پسند کی چیز اس بچے کے حوالے کرنا ہوگا۔ ہزار درہم جو تم نے اپنے پاس روک رکھے ہیں وہ تمہیں پسند ہیں اس لیے کہ انسان اپنے لیے وہی چیز روکتا ہے جو اسے پسند ہوتی ہے لہذا

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے-21-2020
SCERT TELANGANA

ہزار درہم اس لڑکے کے حوالے کرنا ہوگا۔

☆ ایک مرتبہ ایک شخص اپنا مال کہیں دفن کر کے بھول گیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں مشورہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا ''یہ کوئی فقہی مسئلہ تو ہے نہیں کہ میں بیان کروں، ہاں البتہ تم جاؤ اور آج صبح تک نماز پڑھتے رہو، تمہیں یاد آجائے گا''۔

چنانچہ اس شخص نے نماز پڑھنا شروع کی، ابھی چوتھائی رات بھی نہ گزری تھی کہ یاد آ گیا اور وہ نماز چھوڑ کر سو گیا۔ اگلی صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا ''مجھے معلوم تھا کہ شیطان تجھے رات بھر نماز پڑھنے کبھی نہ دے گا۔ لیکن مجھے تم پر بھی افسوس ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے پوری رات نماز کیوں نہ پڑھی''۔

امام اعظم کی حاضر جوابی :

قیصر روم نے ایک دفعہ خلیفہ منصور کے پاس اپنا وزیر اس غرض سے بھیجا کہ وہاں کے علماء وفضلاء کو جمع کر کے ان سے تین سوالات دریافت کرے۔ اگر وہ تسلی بخش جواب دے دیں تو ٹھیک ورنہ خلیفہ کو کہنا کہ آئندہ خراج ادا کرنا ہوگا۔

خلیفہ منصور نے دربار لگایا اور علماء کو جمع کیا ان میں امام ابوحنیفہؒ بھی شامل تھے۔ رومی وزیر منبر پر بیٹھا اور اپنے سوال پیش کیے۔ مختلف اصحاب علم نے جواب دیئے مگر بات فیصلہ کن مرحلے تک نہ پہنچ سکی۔ آخر امام ابوحنیفہؒ نے جوابات دینے کی اجازت حاصل کی۔

امام ابوحنیفہؒ (رومی وزیر سے) تم اس وقت سائل کی حیثیت میں ہو اور میں مجیب (جواب دینے والا) پس منبر پر بیٹھنا سائل کا نہیں بلکہ مجیب کا منصب ہے۔

خلیفہ : ہاں یہ بات بہت درست ہے۔

اس پر رومی وزیر منبر سے اتر آیا اور امام ابوحنیفہؒ اس جگہ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ اس ڈرامائی صورت واقعہ سے مجلس کا ماحول تبدیل ہو گیا۔ امام ابوحنیفہؒ (رومی وزیر سے) اب اپنے سوالات پیش کرو۔

رومی وزیر: میرا پہلا سوال یہ ہے کہ خدا سے پہلے کیا چیز تھی؟

امام ابوحنیفہؒ: تم ایک، دو، تین، چار، پانچ کی گنتی تو جانتے ہو۔ ذرا یہ بتاؤ کہ ایک سے پہلے کون سا عدد ہے؟

رومی وزیر: ایک سے پہلے کوئی عدد نہیں۔ یہی سب سے پہلے ہے۔

امام ابوحنیفہ: تو پھر جب محض حسابی عدد ''ایک'' کا حال یہ ہے کہ اس سے پہلے کسی عدد کا تصور نہیں کیا جا سکتا تو خدا جو حقیقت میں واحد (ایک) ہے اس سے پہلے کوئی چیز کیسے ہو سکتی ہے؟

رومی وزیر : میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ خدا کا منہ کس طرف ہے؟

SCERT TELANGANA

امام ابوحنیفہ: پہلے یہ بتاؤ کہ چراغ کی روشنی کا منہ کس طرف ہے؟

رومی وزیر: چاروں طرف۔

امام ابوحنیفہ: اب سوچو کہ آگ جو عارضی نور ہے جب اس کے لیے کوئی خاص سمت معین نہیں کی جاسکتی کہ اس کا منہ فلاں طرف ہے تو پھر اصلی نور یعنی خدا کے لیے کوئی خاص رُخ کیوں کر معین ہوسکتا ہے۔

رومی وزیر: میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ خدا اس وقت کیا کررہا ہے؟

امام ابوحنیفہؒ: اس وقت اس نے اپنے دوسرے کاموں کے ساتھ ایک کام یہ بھی انجام دیا ہے کہ اس نے تمھیں منبر سے اتار کر میرے سامنے کھڑا کردیا ہے اور تمہاری جگہ مجھے منبر پر بٹھادیا ہے۔

رومی وزیر ساکت ہوگیا اور اس کا سر جھک گیا۔ خلیفہ منصور اور مجمع علماء حضرت امام ابوحنیفہؒ کی حاضر جوابی اور نکتہ رسی پر حیران رہ گیے۔

وصال :

خلیفہ منصور نے آپ کو شہر قاضی مقرر کیا۔ آپ نے اس ذمہ داری سے انکار فرمایا جس پر خلیفہ منصور نے آپ کو قید کرڈالا۔ قید خانے میں آپ کو زہر دیا گیا جس کا احساس ہوتے ہی آپ سجدے میں چلے گئے اور آپ کی روح پرواز کرگئی۔ (ادارہ)

I۔ مختصر جوابی سوالات۔

1۔ حضرت ابوحنیفہؒ کو تابعی کیوں کہا جاتا ہے؟
2۔ حضرت ابوحنیفہؒ اپنے استاد کا ادب کیسے کرتے تھے؟
3۔ حضرت ابوحنیفہؒ کی دیانت داری کا کیا عالم تھا؟
4۔ امام آعظمؒ کی روزمرہ کی مصروفیات کیا تھیں؟

II۔ طویل جوابی سوالات۔

1۔ امام آعظمؒ کے تقویٰ اور ان کی پرہیزگاری کا کیا عالم تھا؟
2۔ امام آعظمؒ کے عفوودرگذر کا کوئی واقعہ بیان کیجیے۔
3۔ امام آعظمؒ کی سخاوت اور فیاضی کا کوئی واقعہ لکھیے۔
4۔ ابوحنیفہؒ کی ذہانت وفراست کیسی تھی؟ کوئی واقعہ بیان کیجیے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 21-2020
SCERT TELANGANA

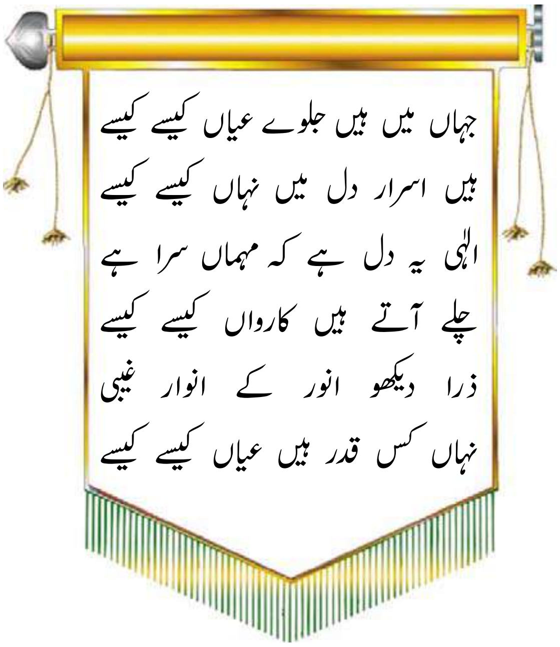

2. مولانا حافظ شاہ محمد انوار اللہ فاروقی خان بہادر فضیلت جنگؒ

از : مولانا محمد محی الدین قادری محمودی

سرزمین دکن اپنے علم وفن کی وجہ سے ہمیشہ نمایاں مقام رکھتا ہے۔اس خطہ سرزمین سے بے شمار علمی، ادبی، دینی اور ثقافتی خدمات انجام دینے والے ماہر علوم وفنون، مصلح قوم اور رہنما پیدا ہوئے ہیں۔ان میں بعض ایسی ہستیاں رہی ہیں جو اپنے ظاہری و باطنی اوصاف کی وجہ سے نہ صرف اپنے زمانے میں بلکہ آنے والے زمانے کے لئے بھی فیوض وانوار پہنچا رہی ہیں۔اس سے نہ صرف دکن بلکہ سارے عالم کے اقوام مستفید ہوتے رہے ہیں۔انہیں میں سے ایک ممتاز شخصیت حضرت مولانا حافظ محمد انوار اللہ فاروقی کی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا حافظ محمد انوار اللہ فاروقی خان بہادر فضیلت جنگؒ 4ربیع الثانی 1264ھ بمقام ناندیڑ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔آپ نے گیارہ سال کی عمر میں قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا، پھر آپ نے وقت کے بڑے بڑے علماء سے کسب فیض کر کے علوم دینیہ،فقہ،حدیث اور تفسیر وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔

مولانا انوار اللہ فاروقی ایک بہترین معلم، مدرس، مفکر، مصلح قوم اور عہد ساز عظیم المرتبت شخصیت کے مالک ہیں۔تقویٰ آپ کا طرہ امتیاز ہے۔آپ اپنی زندگی میں شریعت کا حد درجہ پاس ولحاظ رکھتے۔کبھی بھی آپ نے دروغ گوئی سے کام نہیں لیا۔ہمیشہ اعتدال پسند رہے۔آپ اپنے درس وتدریس میں شاگردوں کو حق کی تلقین اور خرافات سے اجتناب کا حکم دیتے رہے۔آپ میں جذبہ ہمدردی، ایثار وقربانی، جود وسخا اور حسن اخلاق کے صفات بدرجہ اتم موجود تھے۔

SCERT TELANGANA

جامعہ نظامیہ کا قیام:

مولانا انوار اللہ خان بہادر کا عظیم کارنامہ جامعہ نظامیہ کا قیام ہے۔ مولانا نے علم کی روشنی پھیلانے کے لیے 19 ر ذی الحجہ 1292ھ میں اس مدرسہ کی بنیاد رکھی جو آج بھی شہر حیدرآباد سے ساری دنیا میں علم کی روشنی پھیلا رہا ہے۔ جہاں سے اب تک لاکھوں کی تعداد میں طلبہ مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ جامعہ نظامیہ کے قیام کا مقصد ناخواندگی کو دور کرنا، قوم میں قومی اور دینی شعور پیدا کرنا ہے۔ جامعہ نظامیہ میں جماعت اول تا پی۔ ایچ۔ ڈی۔ تک کی مکمل تعلیم اردو، فارسی اور عربی زبان میں حدیث، فقہ، تفسیر، بلاغت، ریاضی اور سماجیات کے علاوہ مختلف علوم وفنون کی تعلیم مفت دی جاتی ہے جہاں قیام وطعام اور کتب مفت فراہم کیے جاتے ہیں۔ جامعہ نظامیہ شہر حیدرآباد ہی میں نہیں بلکہ اضلاع اور دیگر ریاستوں میں بھی اپنے مدارس اور فارغین کے ذریعہ علم کی روشنی پھیلا رہا ہے اور تمام تعلیمی سہولتیں مفت فراہم کر رہا ہے۔ آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی نے ڈسمبر 1900ء میں ان الفاظ کے ذریعہ جامعہ کی سرپرستی قبول فرمائی۔

> ”مدرسہ نظامیہ ملک کا ایک غیر سرکاری دینی تعلیمی ادارہ ہے جس کو حضرت مولوی حافظ محمد انوار اللہ فاروقی نے قائم فرمایا اور مجھ سے کئی مرتبہ یہی فرمایا کہ اس مدرسے میں صرف درس نظامی کی تعلیم ہوتی ہے۔ کسی اور زبان کی تعلیم نہیں ہوگی میں نے اس سے اتفاق کیا اور اب میں اس مدرسہ کا سرپرست ہو گیا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ حضرت مولوی صاحب ہی اس مدرسے کے صدر رہیں گے“۔

بارگاہ نبوت میں جامعہ نظامیہ کی مقبولیت

اس عظیم وقدیم جامعہ نظامیہ کی مقبولیت کا اندازہ اس خواب سے کیا جاتا ہے کہ 22/ ذی الحجہ 1321ھ جامعہ کے جلسہ تقسیم اسناد جس میں مشائخ اور علم دوست اصحاب شریک تھے۔ مولانا عبدالصمد قندھاری جو جامعہ کے ستائیس رکنی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں، اپنے دست مبارک سے اسناد تقسیم فرما رہے تھے۔ جلسے میں مولانا مفتی رکن الدین صاحب بھی موجود تھے۔ مولانا عبدالحق مصنف تفسیر حقانی نے فضیلت علم و تعلیم دینیہ کی ضرورت اور اہمیت پر تقریر فرمائی۔ اسی شب حضرت مولانا شرف الدین رودولویؒ نے خواب میں دیکھا کہ ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور اسناد جامعہ کو اپنی دستخط خاص سے مزین ومنور فرمانے کے لیے طلب فرما رہے ہیں۔ چنانچہ منتظم مدرسہ سندیں لے کر حاضر ہوئے“۔ یہ رات تمام نظامیہ کے حقیقی وابستگان کے لیے ہے کہ ان کی سعی بارگاہ رحمۃ اللعالمین میں شرف قبولیت پا گئی۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 21-2020

خطابات :

آپ کی علمی قابلیت سے متاثر ہوکر آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خان نے شرف تلمذ حاصل کیا، پھر آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خان نے اپنے فرزند نواب میر عثمان علی خان آصف جاہ سابع کی تعلیم وتربیت کے لیے آپ کو مقرر فرمایا۔آصف جاہ سادس نواب میر محبوب علی خان نے اپنی جشن تخت نشینی کے موقع پر 1301ھ میں ''خان بہادر'' کا خطاب سے سرفراز فرمایا اور نواب میر عثمان علی خان نے جشن سالگرہ 1332ھ میں ''فضیلت جنگ'' کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

ناظم امورِ مذہبی پر تقرر :

اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان نے آپ کی علمی قابلیت، حلم و بردباری کی وجہ سے بہ نظر قدردانی ناظم امور مذہبی و صدرالصدور صوبہ جات دکن کے عہدہ جلیلہ کے لیے آپ کا انتخاب فرمایا۔مولانا نے بارگاہ شاہی میں عرض کیا کہ ''سرکاری ملازمت کے لیے انتہائی عمر پچپن سال مقرر ہے اور میں پچپن سال سے متجاوز ہوں''۔شاہی فرمان جاری ہوا کہ ''اس وقت ملک میں ان خدمات کے لیے آپ سے زیادہ کوئی موزوں نہیں ہے۔اس لیے آپ کو ہی مقرر کیا جاتا ہے۔'' آپ آخری دم تک اس عہدے پر فائز رہے۔صیغہ مذہبی کے علاوہ دوسرے امور سلطنت میں بھی آپ کی رائے پر عمل کرتے اور کونسل میں بھی آپ کے مشورے بڑی وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

نظام قضات کا قیام :

مولانا انوار اللہ فاروقی ناظم امور مذہبی اور صدر الصدور کے منصب پر فائز ہونے کے بعد قاضیوں کو شاہی ملازمین میں شمار کرنے کی تجویز پیش کی جس کی قبولیت پر 1927ء میں شاہی فرمان جاری کردیا گیا۔اس طرح حضرت شیخ الاسلام کی تجویز پر قاضی صاحبان کو صاحب دفتر اور دفاتر قضات کو باضابطہ سرکاری دفاتر قرار دیا گیا اور ایک سیاہہ نامہ کا نمونہ مرتب کروایا۔جواب تک موجود ہے اسی سیاہہ جات میں شادی کے تمام امور کے اندراجات انجام پا رہے ہیں۔

دائرۃ المعارف عثمانیہ کا قیام :

مولانا انوار اللہ فاروقیؒ زمانہ قیام مدینہ شریف کے جو نایاب کتب نقل کروائے تھے اور اپنے ہمراہ حیدرآباد لائے اس کو تلف ہونے سے بچانے کے لیے ایک تحریک چلائی جس کو نواب میر عثمان علی خان نے قبول کیا۔جس سے دائرۃ المعارف عثمانیہ کا قیام عمل میں آیا تا کہ نایاب کتب شائع ہوسکیں۔اس ادارے سے سب سے پہلی جو کتاب شائع ہوئی وہ کنز العمال ہے جو احادیث نبویہ کا بہترین مجموعہ ہے۔یہ ادارہ اب عثمانیہ یونیورسٹی کے زیر انتظام ہے۔

SCERT TELANGANA

کتب خانۂ آصفیہ (سنٹرل لائبریری) کا قیام :

کتب خانۂ آصفیہ کا بلحاظ علمی نوادرات کے ہندوستان کے مشہور کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے۔ مولانا انوار اللہ علمی نوادرات کو محفوظ کرنے کے لیے قیام کتب خانہ کے لیے تحریک چلائی جس کو نواب میر عثمان علی خاں نے منظور کیا۔ 1308ھ میں کتب خانہ آصفیہ کا قیام عمل میں آیا۔ یہ کتب خانہ اب ریاستی حکومت کے زیر انتظام ہے۔

تصانیف :

مولانا انوار اللہ فاروقی کو تصنیف و تالیف سے بھی بے حد لگاؤ تھا۔ مولانا کی کم و بیش چالیس تالیفات و تصانیف ہیں جن میں مقاصد الاسلام، حقیقۃ الفقہ اور انوار الحق کے علاوہ شاعری کا مجموعہ شمیم الانوار قابل ذکر ہے۔ مولانا کی معرکۃ الآراء تصنیف انوار احمدی ہے جس میں آپ نے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے وابستگی اور قلبی لگاؤ کا برجستہ اظہار کیا ہے۔ اس کے علاوہ اصلاح معاشرہ اور تعلیمی تحریک سے متعلق متعدد مضامین موجود ہیں۔

وصال :

علم کا یہ درخشاں مینار 29/جمادی الاول 1336ھ بمطابق 1917ء داعی اجل کو لبیک کہا۔ جامعہ نظامیہ شبلی گنج، حیدرآباد میں آپ کی درگاہ تشنگانِ فیوض و برکات کے لیے مرجع خاص و عام ہے۔ نواب میر عثمان علی خان نے ان الفاظ کے ذریعہ مولانا انوار اللہ فاروقی کی شخصیت اور خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

> ”مولوی محمد انوار اللہ فضیلت جنگ بہادر اس ملک کے مشائخ عظام میں سے ایک عالم باعمل اور فاضل اجل تھے اور اپنے تقدس و ورع اور ایثار و نفس وغیرہ کی خوبیوں کی وجہ سے عامۃ المسلمین کی نظروں میں بڑی وقعت رکھتے تھے۔ وہ والد مرحوم، میرے، نیز میرے دونوں بچوں کے استاد بھی تھے اور ترویج علوم دینیہ کے لیے مدرسہ نظامیہ قائم کیا تھا، جہاں اکثر ممالک بعیدہ سے طالبان علوم دینیہ آ کر فیوض معارف و عوارف سے مستفید ہو رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو میں نے اپنی تخت نشینی کے بعد ”ناظم امور مذہبی“ اور ”صدر الصدور“ مقرر کیا تھا اور مظفر جنگ کا انتقال ہونے پر معین المہام امور مذہبی کے عہدہ جلیلہ پر مامور کیا۔ مولوی صاحب نے سررشتہ امور مذہبی میں جو اصلاحات شروع کیں وہ قابل قدر ہیں اور اگر وہ تکمیل کو پہنچائی جائیں تو یہ سررشتہ خاطر خواہ ترقی کر سکے گا۔ بہ لحاظ ان خصوصیات کے مولوی صاحب کی وفات سے ملک اور قوم کو نقصان عظیم پہنچا اور مجھ کو نہ صرف ان کے وجود سے بلکہ تلمذ کے خاص تعلق کے باعث مولوی صاحب مرحوم کی جدائی کا سخت

SCERT TELANGANA

افسوس ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی یاد تازہ رکھنے کی غرض سے مدرسہ نظامیہ میں دو تعلیمی وظیفے پچیس پچیس روپیے ماہانہ کے مولوی صاحب کے نام سے ہمیشہ کے واسطے قائم کیے جائیں، یہ وظیفے کس درجے کے طالب علموں کو کس مدت کے لیے اور کن شرائط سے دیے جائیں گے، اس کے متعلق علیحدہ تجاویز پیش کر کے میری منظوری حاصل کی جائے''۔

I. مختصر جوابی سوالات

1. مولانا انوار اللہ فاروقی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2. مولانا انوار اللہ فاروقی کن خصوصیات کے حامل تھے؟
3. سلطنت آصفیہ کے کونسے حکمراں مولانا انوار اللہ خاں کے شاگرد تھے؟
4. علمی نوادرات کو محفوظ کرنے کے لیے مولانا نے کونسی خدمات انجام دیں؟

II. طویل جوابی سوالات

1. جامعہ نظامیہ کی مقبولیت کا اندازہ کس واقعہ سے ہوتا ہے؟
2. نواب میر عثمان علی خاں نے اپنے تعزیتی پیام میں کیا کہا؟
3. مولانا نے نظامِ قضات کے لیے کیا اصلاحات کیں؟

SCERT TELANGANA

3. محمد قلی قطب شاہ

چارمینار

آج سے چار سو سال قبل دکن میں ایک خاندان حکومت کرتا تھا۔جس کا نام تھا قطب شاہی خاندان۔اس خاندان کا بانی سلطان قلی تھا۔قطب شاہی خاندان میں سات بادشاہ گزرے ہیں۔ پانچویں بادشاہ کا نام سلطان محمد قلی قطب شاہ تھا۔

محمد قلی قطب شاہ ۱۴/اپریل سنہ ۱۵۶۵ء مطابق ۱۴ رمضان ۹۷۳ھ بروز جمعہ پیدا ہوا۔اس شہزادے کی پیدائش کی مسرت میں مسلسل کئی دن تک جشن منایا گیا۔غریبوں اور فقیروں میں خیرات تقسیم کی گئی۔

محمد قلی کی تعلیم وتربیت پر بڑی توجہ دی گئی۔اس نے خود اپنے کلام میں اپنے علم وفضل پر ناز کیا ہے۔کہتا ہے۔

نہ لکھ سکے گا کئے شرح منج کتا باں کا
ہمارا علم ہے سب عالماں میں جیون اعجاز

محمد قلی قطب شاہ کی جو تصویریں دستیاب ہوئی ہیں۔انہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک خوب رو جوان رعنا اور وجاہت میں بے مثل تھا۔وہ مضبوط اور چھریرے بدن کا مالک تھا۔

محمد قلی نے اٹھارہ سال کی عمر میں شادی کی تھی۔دکن کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ ایک مہینہ تک اس مسرت میں رات دن جشن منائے گئے اور دعوتیں ہوتی رہیں شاہی محلات کو بڑی خوب صورتی سے آراستہ کیا گیا تھا۔

محمد قلی قطب شاہ کی اولاد میں صرف ایک لڑکی تھی جس کا نام حیات بخش بیگم تھا۔حیات بخش بیگم ایک لائق اور مدبر خاتون تھیں

SCERT TELANGANA

حکومت کے سیاسی معاملات میں یہ رائے مشورے دیا کرتی تھیں۔ انہوں نے کئی مسجدیں اور محل تعمیر کرائے اور اپنی یادگار کے طور پر ''حیات نگر'' بھی آباد کیا تھا۔

محمد قلی قطب شاہ کا زمانہ وہ زمانہ ہے جبکہ انگلستان میں ملکہ الزبیتھ کی حکومت تھی اور ہندوستان میں شہنشاہ اکبر حکومت کر رہا تھا۔ دولت وثروت میں قطب شاہی سلطنت مغلوں سے کم نہ تھی۔ اس وقت گولکنڈہ ہیروں کا شہر کہلاتا تھا۔

محمد قلی قطب شاہ بڑا ہی بہادر سمجھ دار اور ارادے کا پکا تھا اس کے دور حکومت میں ملک میں امن ہی امن تھا۔ جس کی وجہ سے اسے دل کھول کر رعایا کے کام کرنے کا موقع ملا۔ اس نے رعایا کے سارے ٹیکس معاف کر دئے۔

محمد قلی ایک امن پسند اور رحم دل بادشاہ تھا۔ جنگ میں کسی علاقے کو فتح کرنے کے بعد محمد قلی نے قلعوں، عمارتوں یا شہروں کو تباہ نہیں کیا۔ وہ اتنا رحم دل تھا کہ اپنے دور حکومت میں کبھی کسی کو قتل کا حکم نہیں دیا۔

بادشاہ کی داد ودہش کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی حاجت منداس کے دربار میں پہنچتا تو خالی ہاتھ واپس نہ جاتا۔ رعایا میں جب کسی کے یہاں شادی ہوتی تو شادی بیاہ کا سارا خرچہ شاہی خزانے سے دیا جاتا تھا۔ بیرونی ممالک سے آئے ہوئے لوگ جب اپنے وطن واپس جاتے تو سفر خرچ دیا جاتا تھا۔ محمد قلی بڑا عادل اور انصاف پسند بادشاہ تھا۔ اس نے داد محل نام سے ایک محل تعمیر کیا تھا جس کے دروازے غریبوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے لیے ہمیشہ کھلے رہتے تھے۔ یہاں مظلوم اور آفت زدہ لوگ بلا روک ٹوک بادشاہ سے اپنا حال بیان کر سکتے تھے۔

محمد قلی کو فن تعمیر سے بڑی دلچسپی تھی۔ اس کے زمانے میں کئی مسجدیں بنائی گئیں مدرسے، محتاج خانے اور شفا خانے قائم

SCERT TELANGANA

کیے گئے۔ مسافروں اور راہ گیروں کے آرام کے لیے سرائیں اور باولیاں بنائی گئیں‘ لنگر جاری کئے گئے۔ محمد قلی قطب شاہ نے رود موسیٰ کے کنارے ایک نیا شہر بسایا۔ اس کو حضرت علی مرتضیٰ کرار سے بے حد عقیدت تھی اس نسبت سے اس شہر کا نام حیدر آباد تھا۔

حیدر آباد میں اس نے کئی خوب صورت محل اور عمارتیں تعمیر کروائیں جن میں سے کاروان سرائے۔ دارالشفا، چار کمانیں، گلزار حوض اور دیگر کئی عمارتیں قطب شاہی عہد کی یاد دلاتی ہیں۔ چار مینار ایک دیدہ زیب عمارت ہے جو قلب شہر میں واقع ہے۔

اس سلطنت کی تعمیر ایسے ہاتھوں سے ہوئی جو ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار تھے وہ اس سرزمین میں ایسے بس گئے کہ بالکل دکنی ہو گئے۔ انھوں نے یہاں کی معاشرت رہن سہن کے طریقوں اور لباس کو اپنایا اور یہاں ایک ملی جلی تہذیب کی داغ بیل ڈالی۔ محمد قلی قطب شاہ کو فن تعمیر کے علاوہ شعر و سخن سے بھی بڑا لگاؤ تھا۔ وہ **اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر تھا**۔ اس نے اردو کے علاوہ تلگو میں بھی شاعری کی۔ تلگو میں اس نے اپنا تخلص ترکمان رکھا۔ لیکن اب اس کا تلگو کلام دستیاب نہیں۔

محمد قلی ایک محب وطن اور قوم پرست شاعر تھا۔ اس کو دکن کے ذرے ذرے سے محبت تھی۔ اس کی شاعری میں ہندوستانی تہذیب اور معاشرت کی بھر پور عکاسی ملتی ہے۔ اس نے یہاں کے موسموں اور رسم و رواج پر خوب صورت نظمیں لکھیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ شمالی ہند میں مغل بادشاہ اکبر اعظم جس وقت مذہبی یگانگت پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا ٹھیک اسی وقت دکن میں محمد قلی قطب شاہ قومی یکجہتی کو فروغ دے رہا تھا۔

اس نے شاعری میں جہاں اپنے مذہبی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہاں ہندوستانی مذہبوں کے طور طریقوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً آرتی، سیندور، کدم، کستور اور کم جو خالص ہندوستانی چیزیں ہیں۔ محمد قلی کی شاعری میں ہندوستانی موسمی کیفیت، یہاں کے رسم و رواج رہن سہن کے طریقے، یہاں کے پرندوں، جانوروں اور پھولوں کی خوبصورت تصویریں موجود ہیں۔ وہ ایران کے پرندوں کے بجائے کھنجن (شیاما) کوئل، چکور، مولے، مور، ہنس، پپیہا یہاں تک کہ جگنو، کوئے مینڈک، بیر بہوٹی کا بھی ذکر کرتا ہے۔

ہندوستانی عورتیں اور مرد ''پان'' کے شوقین ہوتے ہیں۔ عید، جشن اور شادی کے موقع پر پان کے بیڑے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ محمد قلی نے پان کھا کر ہونٹوں کو سرخ بنانے کی بات کہی ہے۔

''وسنت'' ہندوستان کا ایک تہوار ہے جس میں بہار کی آمد کا استقبال کیا جاتا ہے۔ ''مرگ'' بارش کے آغاز کو کہتے ہیں۔ یہ خالص ہندوستانی تہوار ہیں۔ محمد قلی نے اس موضوع پر بھی بڑے اچھے شعر کہے ہیں۔ کھیل تماشوں کا بھی جہاں ذکر کیا ہے وہاں ہندوستانی کھیل ہی پیش کئے ہیں۔ بازی گر، نٹ، ساز بجانے والے، کولانت کھیلنے والے، ناٹک کھیلنے والے ان تمام کا ذکر کیا ہے۔

محمد قلی شیعہ مذہب کا پیرو تھا۔ لیکن قطب شاہی سلاطین بڑے وسیع النظر اور کشادہ قلب تھے۔ قطب شاہی بادشاہوں کا امتیاز ہے کہ ان میں کسی قسم کی مذہبی تنگ نظری نہیں تھی۔

محرم کے تمام رسوم اسی بادشاہ کے زمانے میں جاری ہوئے تھے۔ اپنے نئے پائے تخت میں جو پہلی مقدس عمارت تعمیر کروائی وہ بادشاہی عاشور خانہ تھا۔

محمد قلی کی شخصیت بڑی متنوع تھی۔ اس کو شاعری کے علاوہ خوش خطی کا بھی بڑا شوق تھا۔ چنانچہ حیدر آباد کی عمارتوں میں ہمیں

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے-2020-21

SCERT TELANGANA

خطاطی کے نمونے نظر آتے ہیں۔آخری ایام میں اپنے بھائی کی بدسلوکی کی وجہ سے محمد قلی کو بہت صدمہ پہنچا اور صحت خراب ہوگئی جو اس کی موت کا باعث ہوئی۔

قطب شاہی بادشاہوں کے مقبرے چار مینار سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر بجانب مغرب واقع ہیں۔ یہ مقبرے گنبدوں کی شکل میں بنائے گئے ہیں اور قطب شاہی طرز کے بہترین نمونے سمجھے جاتے ہیں۔

قطب شاہی مقبروں میں سب سے عالی شان مقبرہ محمد قلی قطب شاہ کا ہے۔ جو اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے لیے بنوالیا تھا۔ یہ گنبد ایک بڑے چبوترے پر بنایا۔

محمد قلی قطب شاہ کی یادگار سالانہ جشن کی صورت میں آج بھی منائی جاتی ہے۔دکن کے ایک نامور سپوت ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ نے یوم محمد قلی قطب شاہ کے نام سے اردو اور تلگو میں ادبی اور تہذیبی تقاریب منانے کی ابتدا کی ہے۔ (ادارہ)

SCERT TELANGANA

I۔مختصر جوابی سوالات۔

1۔قطب شاہی خاندان کے بارے میں مختصر بیان کیجیے۔

2۔محمد قلی قطب شاہ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

3۔حیات بخش بیگم کون تھی،ان کے بارے میں لکھیے؟

4۔محمد قلی کو فن تعمیر کے علاوہ اور کن چیزوں کا شوق تھا؟

5۔''محمد قلی بڑا عادل اور انصاف پسند بادشاہ تھا'' کیسے؟ وضاحت کیجیے۔

6۔قطب شاہی مقبرے کہاں ہیں؟ان کے بارے میں لکھیے؟

II۔طویل جوابی سوالات۔

1۔محمد قلی قطب شاہ کی شاعری میں کون کونسے مضامین ملتے ہیں؟

2۔محمد قلی قطب شاہ ایک محب وطن اور قوم پرست شاعر تھا۔اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

3۔محمد قلی کے دور کی فن تعمیر پر ایک نوٹ لکھیے۔

- جدید حیدرآباد کے معمار
- درویش صفت اور رعایا پرور بادشاہ
- دکن میں بھائی چارہ اور قومی یکجہتی کے علمبردار
- فرض شناس مدبر، ترقی پسند حکمران
- صاحب علم اور علم پرور حکمران

4. نواب میر عثمان علی خان

از : طیبہ بیگم

ولادت :

دکن کی رعایا کے محبوب بادشاہ میر محبوب علی خاں کے ہاں یکم رجب 1302ھ مطابق 5/اپریل 1886ء کو میر عثمان علی خاں پرانی حویلی حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ ماں کا نام امتہ الزہرا تھا اور ''مادرِ دکن'' کے لقب سے جانی جاتی تھیں۔ 24 سال کی عمر میں میر محبوب علی خاں آصف جاہِ سادس کے جانشین اور ملک دکن کے ساتویں فرماں روا ہوئے۔

تعلیم و تربیت :

بسم اللہ خوانی کے بعد پانچویں سال سے تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ عربی، فارسی، انگریزی اور اردو کی تعلیم گھر پر ہوئی۔ مولانا انوار اللہ خاں فضیلت جنگؒ عربی تعلیم اور دینی تربیت کے لیئے مقرر کیے گئے جو علومِ اسلامیہ کے عالم تھے۔ سید حسین بلگرامی نواب عماد الملک اور فارسی کے اہلِ زبان آغا حیدر علی شوستری فارسی زبان و ادب کی تعلیم کے لئے متعین کیے گئے۔ مسٹر ایجرٹن انگریزی تعلیم پر مامور ہوئے۔ فن سپہ گری اور شہہ سواری کے لیے سرافسر الملک منتخب کیے گئے جو افواج آصفیہ کے کمانڈر تھے۔

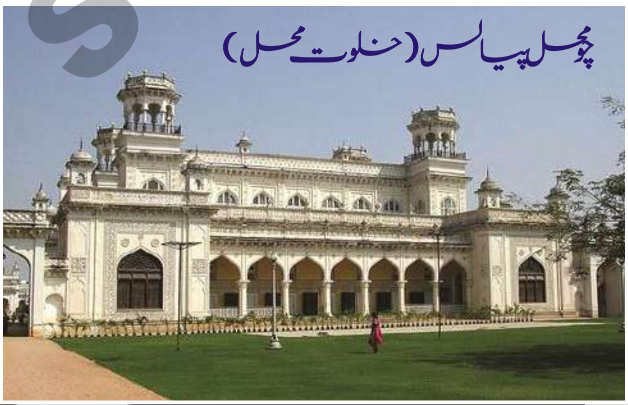

گھر پر تعلیم مکمل کرنے پر مدرسہ عالیہ اور نظام کالج کا

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 21-2020

رخ کیا۔غرض ان کی تعلیم وتربیت اعلی پیمانے پر ہوئی۔

میر عثمان علی خاں بے حد ذہین اور روشن دماغ تھے۔عربی، فارسی، انگریزی اور اردو پر یکساں عبور حاصل تھا۔زبان اور قلم دونوں پر حاوی تھے۔اردو زبان کے اسلوبِ تحریر اور اندازِ بیان میں یکتا تھے۔شاعری آپ کو ورثے میں ملی تھی اور نظم اور نثر دونوں میں کمال حاصل تھا۔آپ کے اردو اور فارسی کلام کا دیوان بھی شائع ہوا۔عثمانؔ تخلص کرتے تھے۔

بچپن ہی سے مخصوص شاہانہ آداب کی تربیت کے لیے اقبال یار جنگ کی اتالیقی ملی جو میر محبوب علی خاں کے بھی اتالیق رہ چکے تھے۔ان کے علاوہ نواب عماد الملک اور تہور جنگ بھی ان کے اتالیق اور نگران کار تھے۔

آپ کی تربیت میں خاص لحاظ رکھا گیا تھا۔ہر قسم کے لہو ولعب سے دور تھے۔ولی عہدی کے زمانے سے ہی جہاں بینی اور جہاں بانی کے مطالعے میں مصروف رہتے تھے۔ملک کے نظم ونسق اور رعایا کی اصلاح وفلاح کے لیے کوشاں رہتے تھے۔آپ بلند ہمت اور فراخ حوصلہ تھے اور پُر وقار و پُر جلال شخصیت کے مالک تھے۔

نکاح :

1326ھ مطابق 1910ء میں میر عثمان علی خاں کی شادی نواب جہانگیر جنگ بہادر کی صاحب زادی اعجاز النساء سے ہوئی جو ''دُلہن پاشا'' کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

اولاد :

دُلہن پاشاہ سے آپ کو دولڑکے میر حمایت علی خاں اعظم جاہ بہادر اور میر شجاعت علی خاں معظم جاہ بہادر پیدا ہوے۔میر شجاعت علی خاں کو شاعری کا ذوق تھا اور شجیعؔ تخلص کرتے تھے۔ایک صاحب زادی شہزادی پاشا تھیں۔

آصف جاہی خاندان کی وجاہت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اعظم جاہ کی شادی ترکی کے خلیفہ سلطان عبدالمجید خاں آفندی کی صاحب زادی درِ شہوار دردانہ بیگم اور معظم جاہ کی شادی سلطان کی حقیقی بھانجی نیلوفر فرحت بیگم سے / 12 نومبر 1931ء بہ مقام فرانس نہایت سادگی سے انجام پائی۔

/ 12 اکتوبر 1933ء کو شہزادی درِ شہوار اور اعظم جاہ کے صاحب زادے اور میر عثمان علی خاں کے پوتے میر برکت علی خاں کی ولادت ہوئی۔دادا نے ''مکرم جاہ'' کا خطاب دیا اور اپنا جانشین مقرر کیا۔دوسرے پوتے میر کرامت علی خاں کو نظام نے ''مفخم جاہ'' کا خطاب دیا۔

جانشینی :

/ 4 رمضان 1329ھ مطابق 1911ء میں 24 سال کی عمر میں آپ میر محبوب علی خاں

تاج عثمانیہ

SCERT TELANGANA

کے جانشین مقرر ہوئے اور آصف جاہ ہفتم آپ کا لقب ہوا اور جانشینی کا اعلان ہوا۔ چنانچہ آپ کا عہدِ حکومت / 29 اگست 1911ء سے شروع ہوا۔ بہ حیثیت حکمران آپ نے 37 سال تک حیدرآباد پر حکومت کی۔

حدودِ سلطنت :

میر عثمان علی خاں نے دکنی تہذیب کی چھاؤں میں جب اس سلطنت حیدرآباد کی باگ ڈور سنبھالی تو اس کے حدود - شمال میں برار اور متوسط صوبہ تھا۔ جنوب میں مدراس، مغرب میں بمبئی اور مشرق میں مدارس اور صوبہ متوسط تھا۔

دریائے گوداوری اور کرشنا سرزمین دکن کو سیراب کر رہی تھیں۔ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین اس سرزمین پر سایہ فگن تھے جن کی برکتوں کے صدقے میں حیدرآباد امن وامان، قومی یکجہتی اور الفت ومحبت کا سرچشمہ بنا رہا۔ شعر وادب اور علم وفضل سے سنورتا رہا۔

آصف سابع میر عثمان علی خاں کا 37 سالہ دور مملکت آصفیہ کا سنہرا دور تھا۔ یہاں اردو زبان سب کی من پسند زبان تھی۔ حکومت کی سرکاری زبان بھی اردو ہی تھی۔ رواداری اس کی گھٹی میں تھی، بھائی چارہ اور قومی یک جہتی اس کا اصول تھا۔

حیدرآباد دکن تین حصوں پر مشتمل تھا۔ تلنگانہ، مرہٹواڑہ اور کرناٹک، تلنگانہ میں تلنگی اور مرہٹواڑہ میں مرہٹی بولی جاتی تھی۔ جنوب کا کچھ حصہ کرناٹک کہلاتا تھا جہاں کنڑی بولی جاتی تھی۔ لیکن عوامی زبان اردو ہی تھی جسے سب بولتے سمجھتے، پڑھتے اور لکھتے تھے۔ مرہٹوں، تلنگیوں اور کنڑوں کے علاوہ حیدرآباد میں ہندو مسلم، سکھ، عیسائی، پارسی، عرب، پٹھان سبھی شیر وشکر ہو کر رہتے بستے تھے۔ مہاراجہ کشن پرشاد وزیر اعظم حیدرآباد تھے۔ وینکٹ راما ریڈی کوتوال بلدہ، تارا پوروالا مشیر مال، نرسنگ راؤ مہتمم سیونگ بینک اور نظامت پٹہ کی خدمات انجام دیتے تھے جو مذہبی رواداری کی زندہ مثال تھی۔ حیدرآباد کی گنگا جمنی تہذیب، قومی یکجہتی دورِ عثمانی کا ایک قابل قدر ورثہ تھی۔

راج پرمکھ :

ستمبر 1948ء کے پولیس ایکشن کے بعد سلطنت آصفیہ کے والی نظام ہفتم سے سارے شاہی اختیارات لے لیے گئے۔ ان کے قیمتی جواہرات اور خزانے ریزرو بینک آف انڈیا کو منتقل کر دیے گئے۔ ایک عام آدمی کی طرح ان پر انکم ٹیکس، ویلتھ ٹیکس اور سوپر ٹیکس لازم کر دئے گئے۔ ایک آزاد مملکت کے آزاد حکمران کو 1950ء میں ''راج پرمکھ'' کی حیثیت سے برائے نام برقرار رکھا گیا۔

یکم نومبر 1956ء کو آندھرا پردیش کا قیام عمل میں آیا تو حیدرآباد کو اس کا دارالسلطنت مقرر کیا گیا اور نظام ہشتم کو راج پرمکھ کے عہدے سے سبک دوش کر کے انہیں گورنری کی پیش کش کی گئی جسے نظام نے قبول نہیں کیا۔

وفات:

دولت واقتدار سے محروم اس بادشاہِ بے تاج نے 13 برس تک گوشہ نشینی کی زندگی گزاری، خانہ زادوں کی پرورش کرتے

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 21-2020
SCERT TELANGANA

رہے اور شاعری کو اپنا ہم نشین وغمگسار بنایا۔ آپ نے کنگ کوٹھی میں / 24 فروری 1967 کو وفات پائی اور اپنی وصیت کے مطابق محل کے قریب مسجد جودی کے صحن میں اپنی محترم ماں کے قدموں کے پاس دفن ہوئے۔ گو کہ آصف جاہی سلطنت کے اکثر بادشاہ اور افراد خاندان مکہ مسجد کے صحن میں مدفون ہیں۔

میر عثمان علی خاں کی شخصیت، اخلاق وآداب:

میر عثمان علی خاں کی تخت نشینی یعنی 1911ء سے لے کر 1948ء تک عہدِ عثمانی کے پُرعظمت 37 سالوں میں حیدرآباد کو ہندوستان بھر میں جو مقام، اہمیت شہرت اور نیک نامی حاصل رہی اور تہذیب وتمدن کا مرکز مانا گیا اس کی اصل اور سب سے بڑی وجہ خود سلطنتِ آصفیہ کے اس بلند مرتبت، روشن دل اور روشن دماغ مدبّر کی اپنی شخصیت تھی۔

عثمان علی خاں نے اپنی خاندانی وجاہت، تہذیب اور شائستگی کا ہمیشہ پاس ولحاظ کیا۔ اسلامی اصول اور تعلیمات پر کاربند رہے۔ دولت حشمت کی چوکھٹ پہ فقیری کی شان تازہ رکھی۔

اپنے بزرگوں کی عالی شان روایات کو نظر میں رکھتے ہوئے حال کو لائقِ تقلید بنایا اور مستقبل کو سنوارنے کی فکر میں ہر وقت مصروف رہے۔ اس نیک دل ہم درد، سادگی پسند انسان نے بلندی پر پہنچ کر پستی کو کبھی نظرانداز نہیں کیا۔ ان کی نظر ریاست کے ہر بلند وپست پر، امراء سے لے کر غربا تک رہتی تھی۔ عوام کی ضروریات کا انہیں پورا احساس تھا۔ انہوں نے خود کو خدمتِ خلق کے لیے وقف کر دیا۔ صحیح معنوں میں انہوں نے حیدرآباد کو لائقِ رشک بنا دیا۔ جب انہوں نے اپنے والد محبوبِ دکن سے تخت وتاج حاصل کیا تھا۔ حکومت کا خزانہ تقریباً خالی تھا اور جب خود اقتدار سے محروم ہوئے تو حیدرآباد برِ صغیر کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور خوش حال ریاست تھی۔

ڈیڑھ کروڑ رعایا کی آنکھوں نے اپنے بادشاہ کی کسرنفسی، سادگی، رواداری، بے تعصبی اور جفاکشی کو دیکھا۔ سبھی کو اعتراف تھا کہ عثمان علی خان جیسا عالی دماغ، دوربین اور باوقار سلطان، سلاطین آصفیہ کی روایات کو زندہ رکھنے والا فرض شناس مدبر، ترقی پسند حکمران سارے خانوادہ آصفیہ میں سب سے زیادہ لائقِ احترام اور سب سے زیادہ عظیم تھا۔

انہوں نے سلطنت آصفیہ کے وقار وعظمت، اقتدار اور نیک نامی اور عوام کی خوش حالی کے لئے دولت جمع کی اور ہمیشہ اسے عوام ہی کی امانت سمجھا۔ لاکھوں کروڑوں روپیے ملک وملت کی بھلائی کے لیے صَرف کر دیے لیکن خود اپنی ذات کے لیے انہوں نے فقیرانہ زندگی ہی کو منتخب کیا۔ اپنی بے مثال شخصیت سے دوسروں کی زندگی کو سادہ اور پاکیزہ بنانے کی کوشش کی۔ ملک اور رعایا کو سیدھے سادے مگر سچے اسلامی اصولوں پر چلنے کی راہ بتائی۔ بُرے رسم ورواج تو ہمات، لہو ولعب اور فضول خرچیوں سے دور رہنے کی ترغیب دی۔ ہر کام میں کفایت شعاری اور باقاعدگی کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی۔ بلا لحاظ مذہب وملت انہوں نے عوام کی خدمت کو اپنا مقصد بنایا۔ ان کی باخبری کا یہ عالم تھا کہ شہر کے ہر چھوٹے بڑے فقیر ورئیس کی حالت سے وہ باخبر تھے۔ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں

SCERT TELANGANA

کی دل کھول کر مدد کرتے تھے۔ ان کے لیے وظیفے جاری کرتے۔ رعایا کی مدد کے لیے انہوں نے مختلف ٹرسٹ قائم کیے تا کہ محتاجوں اور بے سہاروں کی مدد کی جا سکے۔ تعلیمی وظائف دے کر انہیں سماج میں اونچا اٹھنے اور ذمہ دار شہری بنانے کی کوشش کی۔ بادشاہ کی فیاضی اور بے تعصبی کی وجہ سے ان کی رعایا اپنے غریب پرور بادشاہ کی جاں نثار تھی۔

میر عثمان علی خاں ایک درویش صفت بادشاہ تھے اور سخاوت میں اپنے وقت کے حاکم تھے۔ رعایا کی دل دہی اور دل داری میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔ ان کے بارے میں حیدرآباد کے بڑے بوڑھوں میں عجیب وغریب قصے مشہور تھے جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نام ہی کے نہیں سچ مچ عوام کے محبوب بادشاہ تھے۔

قصہ مشہور ہے کہ راتوں میں بھیس بدل کر وہ رعایا کا حال معلوم کرتے تھے۔ غریبوں، مزدوروں کا کھانا خود کھاتے اور اپنا توشہ انہیں دے دیتے اس تاکید کے ساتھ کہ گھر جا کر کھولیں۔ توشہ کھولا جاتا تو اس میں اشرفیاں برآمد ہوتیں۔

عثمان علی خاں کی تعلیمی اور علمی خدمات :

میر عثمان علی خاں ریاست حیدرآباد کے روشن اور درخشاں دور کے معمار تھے انہوں نے ہر شعبہ، زندگی میں حیدرآباد کو ایک مثالی ریاست بنا کر ترقی دی۔ تعلیم کو عام کیا نظم ونسق اور فلاح وبہبود کے کاموں میں بہت سی اصلاحات کیں۔ اپنی دوراندیشی کے باعث انہوں نے ریاست کو ایسا انتظامیہ دیا کہ چند ہی دنوں میں کایا پلٹ دی۔ سیاسی، علمی اور معاشرتی حیثیت سے اتنی ترقی ہوئی کہ ہندوستان کی کوئی اور ریاست حیدرآباد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

ان کا سب سے نمایاں کارنامہ اردو زبان کی ترویج تھا۔ اردو کو فارسی کی جگہ دفتری زبان بنائی اور اردو تعلیم کو بڑے پیانے پر رائج کرنے تعلیمی ادارے قائم کیے۔ اس طرح پوری نئی نسل کو ہر طرح کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے تیار کیا۔ اساتذہ کی ٹریننگ کے لیے اسکول اور کالج کھولے گئے۔ ذہین طالب علموں کو وظیفے دے کر حیدرآباد کے باہر اعلیٰ تعلیم کے لیے بھجوانے کا انتظام کیا

چناں چہ حیدرآباد کی ایک خاتون جو بلبلِ ہند سروجنی نائیڈو کے نام سے یاد کی جاتی ہیں، حکومت سرکارِ عالی کی جانب سے اعلیٰ تعلیم کے لیے باہر بھجوائی گئی تھیں۔ ان کے علاوہ کئی ہونہار طلباء ڈاکٹری اور دوسرے فنون کے سلسلے میں وظیفے لے کر باہر کے ممالک میں تعلیم پوری کرنے سدھارے تھے۔

میر عثمان علی خاں تعلیم نسواں کے زبردست حامی تھے۔ لڑکیوں اور خواتین کے لیے انہوں نے زنانہ اسکول اور کالج کھولے۔ لڑکیوں کو گھروں سے لانے، لے جانے کے لیے پردہ دار شکراموں اور بیل گاڑیوں کا سرکاری انتظام کیا جس کے ساتھ خادمائیں بھی ہوتی تھیں تا کہ لوگ بلا جھجک اپنی لڑکیوں کو مدرسہ بھیج سکیں۔ اس طرح سماج کے ہر طبقے کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔

SCERT TELANGANA

دورِ عثمانی کا نظم و نسق:

میر عثمان علی خان جدید حیدآباد کے معمار تھے ۔انھوں نے شخصی حکومت کو جمہوریت میں تبدیل کر دیا ۔انہوں نے عدلیہ اور انتظامیہ کو علحدہ کر کے الگ الگ اختیارات سپرد کیے ۔عدلیہ کے لیے شاندار عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) قائم کیا اور ایک شاندار عمارت بنوائی اس میں دیوانی اور فوجداری کے الگ الگ عدالتیں قائم کیں۔

مجلس آرائش بلدہ کے ذریعہ پرانا پل، نیا پل اور چادرگھاٹ پل بنوائے گئے۔عوام کی طبی نگہداشت کے لیے عثمانیہ دواخانہ ، نظامیہ شفا خانہ وغیرہ قائم کیا گیا۔عوام کی سہولت کے لیے محکمہ آب رسانی کا قیام عمل میں آیا۔ذخیرہ آب کے لیے عثمان ساگر، حمایت ساگر، حسین ساگر اور میر عالم تالاب بنائے گیے۔آب پاشی کے لیے نظام ساگر، محبوب ساگر، محبوب نہر، آصف نہر اور گنگاوتی نہر وغیرہ کھدوائے۔

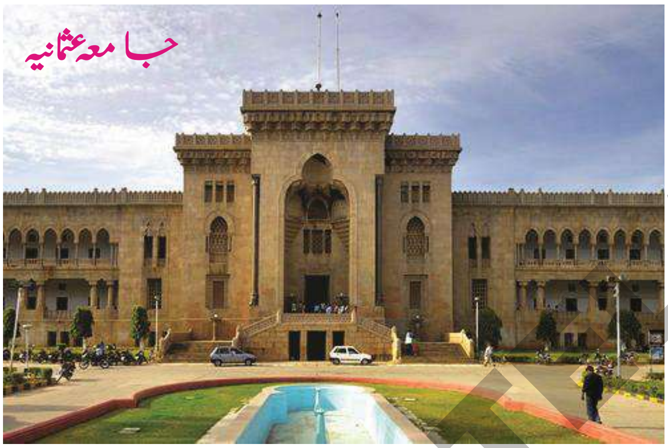

جامعہ عثمانیہ:

نواب میر عثمان علی خاں کی علمی و ادبی سر پرستی نے جامعہ عثمانیہ کو وجود میں لایا جس کی بدولت تعلیم اردو زبان میں ہونے لگی ۔اردو کے ساتھ دوسرے مقامی زبانوں سے غفلت نہیں برتی گئی بلکہ تمام سرکاری ملازمین اور عہدہ داروں پر یہ پابندی تھی کہ اپنی مادری زبان کے علاوہ کسی ایک مقامی زبان میں زبان دانی کا امتحان کامیاب کریں۔ گوکہ سارے علوم کی تعلیم ''اردو زبان'' میں دی جاتی تھی لیکن انگریزی زبان و ادب کی تعلیم بھی لازم تھی۔

جامعہ عثمانیہ کی بنیاد 1918ء میں رکھی گئی لیکن تعلیم کا آغاز / 17 اگست 1919ء میں میر عثمان علی خان کے فرمان کے ذریعہ ہوا۔وہ چاہتے تھے کے اس جامعہ میں جدید و قدیم ،مغربی و مشرقی علوم و فنون کا ایسا امتزاج ہو کہ موجودہ طرز تعلیم کے نقائص اور خامیاں دور ہوں اور اعلی دماغی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جائے ۔اس طرح حیدرآباد کے باصلاحیت نوجوانوں کو آگے بڑھنے اور اونچے مراتب پانے کا موقع دیا۔جامعہ عثمانیہ کی عمارت مغل اور ہندو آرٹ کا خوبصورت نمونہ ہے اور دنیا کی بہترین یونیورسٹیوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔جامعہ عثمانیہ کے قیام کے بعد اپنے علم پرور، علم دوست بادشاہ کے کارناموں کو سراہتے ہوئے انہیں ''سلطان العلوم'' کے لقب سے موسوم کیا گیا ہے۔

دارالترجمہ :

SCERT TELANGANA

جامعہ عثمانیہ میں تعلیم اس وقت تک نہیں ہوسکتی تھی جب تک کہ مختلف علوم کی کتابوں کا اردو میں ترجمہ نہ کیا جاتا۔ کتابوں کے ترجموں کے لیے ماہرینِ فن کی ضرورت تھی جو فارسی اور اردو میں بھی ماہر ہوں اور صاحبِ قلم بھی ہوں، انگریزی اور عربی زبان سے اردو میں منتقل کرسکیں۔ چنانچہ نصابی کتابوں کی ضرورت کے پیش نظر 1917ء میں دارالترجمہ کا قیام عمل میں آیا۔ فلسفہ، ریاضی، طب، سیاسیات، معاشیات، تاریخ ہند اور قانون کی کتابوں کے سلیس اور آسان اردو زبان میں ترجمے کیے گیے۔

کتب خانہ آصفیہ :

کتب خانہ آصفیہ آصف جاہی سلاطین کی علم پروری کا نتیجہ تھا۔ جو مولانا انوار اللہ خان کی تحریک پر میر محبوب علی خاں کے عہد میں عماد الملک کی نگرانی میں یہ کتب خانہ عالمِ وجود میں آیا۔ اس وقت یہ حیدرآباد کا شاہی کتب خانہ کہلاتا تھا۔ ابتدا میں اس میں اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کی کتابیں اور قلمی نسخے رکھے جاتے تھے۔ اس کتب خانے نے ایسی ترقی کی کہ اس کا شمار ہندوستان کے چند مشہور کتب خانوں میں ہونے لگا۔

پہلے یہ کتب خانہ صدر ٹپہ خانہ عابد روڈ کی عمارت میں تھا۔ 1930ء میں موسی ندی کے کنارے سوا لاکھ روپیے کی لاگت سے دو منزلہ عمارت کی تعمیر کروائی گئی جو آج شہر کے بیچوں بیچ اپنی نفاست اور خوبصورتی کی وجہ سے اپنی آپ نظیر ہے۔

اس کتب خانے کا افتتاح فرما کر میر عثمان علی خان نے اپنی علم دوستی اور علم پروری کا ثبوت دیا۔

اعزازات :

میر عثمان علی خاں آصف جاہ سابع کو مجلس رفقائے جامعہ عثمانیہ نے اپنے علم پرور بادشاہ کی علمی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو ''سلطان العلوم'' کا لقب دیا۔ آپ کو ''حضور بندگانِ اقدس'' اور ''اعلیٰ حضرت'' کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔ قومی اور دینی خدمات کے سلسلے میں عوام نے آپ کو ''محی الدین ومحی الملت'' کا لقب دیا تھا۔

اردو اور سلطنت آصف جاہی:

میر عثمان علی خاں کا دور اردو ادب وشعر کا ایک روشن مینار کہلایا جاتا ہے۔ ان کا عہد حکومت اردو کی ترویج کے لحاظ سے گذشتہ تمام عہدوں سے ممتاز رہا ہے۔ اس فرماں روا نے اردو زبان کو اس قدر ترقی دی کہ وہ دنیا کی بڑی سے بڑی زبان کی برابری کر سکتی ہے۔ قدیم اور جدید علوم وفنون کو اردو میں منتقل کر کے انہوں نے اردو ادب کے خزانے کو مالا مال کر دیا۔

نواب میر عثمان علی خاں خود شاعر تھے اور عثمان تخلص کرتے تھے، اردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ ان کے فارسی، اردو، ہندی کے کلام کے نمونوں کو انتخابِ کلام آصف سابع کے نام سے فصاحت جنگ جلیل نے مرتب کیا ہے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے-2020-21

I۔ مختصر جوابی سوالات

1۔ نواب میر عثمان علی خان کی تعلیم و تربیت کن اساتذہ کی نگرانی میں ہوئی؟

2۔ مادر دکن اور دلہن پاشا کن کے القاب ہیں؟

3۔ میر عثمان علی خان کی جانشینی کب عمل میں آئی اور کتنے سال حکمراں رہے؟

4۔ صوبہ دکن کتنے حصوں پر منقسم تھا اور وہ کون کونسے ہیں؟

5۔ کس نامور خاتون کو حکومت آصفیہ کے تعلیمی وظیفے پر باہر ملک بھجوایا گیا؟

II۔ طویل جوابی سوالات

1۔ نواب میر عثمان علی خان کی علمی خدمات پر نوٹ لکھیے۔

2۔ نواب میر عثمان علی خان نے تعلیم نسواں کے لیے کیا کیا خدمات انجام دیں؟

3۔ دارالترجمہ کے قیام کے وجوہات کیا تھے؟

4۔ اردو زبان کے لیے سلطنت آصفیہ کے خدمات بیان کیجیے۔

SCERT TELANGANA

آج اگر ایک فرشتہ آسمان کی بدلیوں سے اُتر کر اور دہلی کے قطب مینار پر کھڑا ہو کر یہ اعلان کرے کہ سوراج چوبیس گھنٹے کے اندر مل سکتا ہے' بشرطیکہ ہندوستان' ہندومسلم اتحاد سے دست بردار ہوجائے تو میں سوراج سے دست بردار ہو جاؤں گا' مگر اِتحاد سے دست بردار نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ گر سوراج ملنے میں تاخیر ہوئی تو یہ ہندوستان کا نقصان ہوگا' لیکن اگر ہمارا اتحاد جاتا رہا تو یہ عالم انسانیت کا نقصان ہوگا۔

5. مولانا ابوالکلام آزاد

11 / نومبر مولانا آزاد کا یوم پیدائش ہے جسے ہم ''یوم تعلیم'' کے طور پر منا رہے ہیں۔ مولانا آزاد، آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم تھے اور گیارہ برس تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

آباواجداد:

مولانا آزاد کے آباء واجداد بابر کے زمانے میں ہرات سے ہندوستان آے تھے۔ کچھ عرصہ وہ لوگ آگرہ میں مقیم رہے پھر دہلی آگئے اور یہیں انہوں نے مستقل سکونت اختیار کرلی مولانا نے اپنی کتاب ''تذکرہ'' میں اپنے بزرگوں مولانا جمال الدین اور مولانا ہادی کا ذکر کیا ہے۔

مولانا کے والد خیرالدین ہجرت کر کے مکّہ معظّمہ گئے اور وہیں انہوں نے حرم کے شیخ محمد ظاہر وتری کی بھانجی سے شادی کی۔ مولانا خیرالدین نے ساری عمر دین اسلام کی خدمت میں گزاری۔ لاکھوں افراد کو راہِ ہدایت دکھائی۔ کئی تصانیف ان کی یادگار ہیں۔ مولانا کی والدہ محترمہ بے حد فیاض، سیر چشم اور غریبوں سے ہمدردی رکھنے والی خاتون تھیں۔

پیدائش:

ابوالکلام 11 / نومبر 1888ء مطابق ذی الحجہ 1305ھ مکہ معظّمہ میں پیدا ہوے۔ والد نے ان کا تاریخی نام ''فیروز بخت''

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 21-2020
SCERT TELANGANA

رکھا تھا اور اس طرح اس مصرع سے استخراج کیا۔

جواں بخت جواں طالع و جواں باد

مولانا کے سوانحی تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی تین بہنیں اور ایک بھائی تھے جن میں سب سے بڑی بہن کا انتقال کم سنی میں ہی ہو گیا تھا۔

ابتدائی تعلیم:

ان کی ابتدائی تعلیم گھر پر والد نے کی۔ بعد میں مختلف اساتذہ جیسے مولانا محمد یعقوب دہلوی، محمد ابراہیم، شمس العلماء مولانا سعادت حسین وغیرہ سے مختلف علوم کی نصابی کتابیں پڑھیں۔ پندرہ برس کی عمر میں درس نظامی سے فارغ ہو چکے تھے۔ کھیل کود کا نہ شوق تھا اور نہ اس کے لیے فرصت تھی۔ والد کا طریق تعلیم کچھ اس طرح کا تھا کہ بچپن ہی سے گہرا ذوق مطالعہ پیدا ہو گیا۔ ذہانت خداداد تھی۔ ذہن کی تیزی کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ اپنے ہم درسوں سے آگے رہتے تھے۔ تعلیم کی مہینوں کی منزلیں دنوں میں طے کیں۔

بچپن کے حالات:

آزاد کے بچپن کے بارے میں، اُن کی بڑی بہن فاطمہ بیگم نے بڑی دل چسپ باتیں بتائی ہیں وہ کہتی ہیں۔

بچپن میں بھائی کو اُن کھیلوں کا شوق نہ تھا' جو اکثر بچے کھیلا کرتے ہیں۔ اُن کے کھیل سات آٹھ سال کی عمر میں عجیب انداز کے ہوا کرتے تھے' مثلاً : کبھی وہ گھر کے تمام صندوقوں اور بکسوں کو ایک لائن میں رکھ کر کہتے تھے کہ یہ ریل گاڑی ہے ۔ پھر والد کی پگڑی سر پر باندھ کر بیٹھ جاتے تھے اور ہم بہنوں سے کہتے تھے کہ تم لوگ چلّا چلّا کر کہو: ''ہٹو ہٹو، راستہ دو، دہلی کے مولانا آرہے ہیں'' ہم لوگ اس پر کہتے تھے کہ بھائی یہاں تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ ہم کس کو دھکا دیں اور کہیں کہ راستہ دو۔ اِس پر وہ کہتے تھے کہ یہ کھیل ہے، تم سمجھو کہ بہت لوگ مجھ کو لینے اسٹیشن پر آئے ہیں۔ پھر بھائی صندوقوں پر سے اترتے تھے اور بہت آہستہ آہستہ قدم اُٹھا کر چلتے تھے' جیسے کہ بڑی عمر کے لوگ چلتے ہیں۔ کبھی وہ گھر میں کسی اونچی چیز پر کھڑے ہو جاتے تھے' اور سب بہنوں کو آس پاس کھڑا کر کے کہتے تھے کہ تم لوگ تالیاں بجاؤ اور سمجھو کہ ہزاروں لوگ میری چاروں طرف کھڑے ہیں اور میں تقریر کر رہا ہوں اور لوگ میری تقریر سُن کر تالیاں بجا رہے ہیں۔ میں کہتی تھی کہ بھائی سوائے ہم دو چار کے یہاں اور کوئی نہیں ہے۔ ہم کیسے سمجھیں کہ ہزاروں آدمی یہاں کھڑے ہیں۔ اِس پر وہ کہتے کہ یہ تو کھیل ہے۔ کھیل میں ایسا ہی ہوتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ مولانا آزاد نے بچپن نہیں دیکھا۔ چھے سات برس کی عمر سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ ننھے ننھے کندھوں پر ایک سر ہے جس میں ایک بڑا اونچا دماغ ہے۔

SCERT TELANGANA

ان بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچپن ہی میں آزاد کی مستقبل کی عظمت کا اظہار ہونے لگا تھا۔

مولانا خیر الدین اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے بارے میں بھی بڑے سخت تھے۔ بچوں کو گھر کی چوکھٹ کے باہر قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ گھر میں بچپن کے کھیل کود کا کوئی سامان نہ تھا۔ بہ قول آزاد، ان کے والد کو مجلسی آداب کا بڑا خیال رہتا تھا۔ کھانے پینے، چلنے، پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، پہننے اوڑھنے، اِن سب باتوں کے، اُس عمر میں بھی، آداب و قواعد تھے۔ اور بچّے مجبور تھے کہ اُن کی پابندی کریں۔ بستر پر جانے، صبح کو اُٹھنے، نماز کے اوقات، دسترخوان پر بروقت حاضری، اِن ساری باتوں میں اُنھوں نے جو ڈھنگ قرار دے دیا تھا، سب اسی سانچے میں ڈھل گئے تھے۔

آزاد کی عمر پندرہ برس ہی تھی کہ ان کے استاد مولوی نذیر الحسن کہا کرتے تھے تمھیں اب پڑھانا چاہیے، پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ آزاد کم عمری ہی میں تعلیم سے فارغ ہو گئے تھے اور دینی و دنیوی علوم میں حیرت انگیز ترقی کر لی تھی۔ اساتذہ ہی نہیں بڑے بڑے عالم بھی اُن کی ذہانت سے عاجز، اُن کی بحثوں اور تاویلات سے پریشان اور اکثر صورتوں میں لاجواب ہو جایا کرتے تھے۔

وہ ابھی سترہ اٹھارہ برس کے تھے کہ انہیں سرسید احمد خاں کے مضامین پڑھنے کا موقعہ ملا۔ اسی مطالعہ سے انہیں انگریزی زبان کی اہمیت کا احساس ہوا اور اسی وجہ سے انہوں نے انگریزی سیکھی۔ مولانا کے افکار و خیالات پر سرسید کے جدید خیالات کا بہت اثر ہوا۔ 1908ء میں جب وہ مصر، عراق اور فرانس کے دورہ پر گئے تو انگریزی کے ساتھ فرانسیسی کی اہمیت کا احساس ہوا اور اس طرح انہوں نے فرانسیسی بھی سیکھی۔ ان دونوں زبانوں کے ادب سے مولانا کی دلچسپی آخر عمر تک رہی۔

شاعری :

شاعری کا شوق مولانا کو دس گیارہ برس کی عمر سے ہی پیدا ہو گیا۔ ان کی پہلی غزل بمبئی سے نکلنے والے گلدستہ ''ارمغان فرخ'' جنوری 1897ء میں شائع ہوئی۔ اپنا تخلص ''آزاد'' رکھا۔ پہلے امیر مینائی سے اصلاح لیتے تھے بعد میں شوق نیموی کے شاگرد ہوئے۔ انہوں نے اردو کے علاوہ فارسی میں بھی شعر کہے۔

خطابت :

مولانا میں خطابت کی فطری صلاحیت موجود تھی اور یہ وصف انہیں تو ارث میں ملا تھا۔ وہ بچپن ہی سے اچھے مقرّر تھے بڑے بڑے مجمعوں میں انتہائی روانی سے مدلّل اور موثّر تقریر کرتے اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلے کو اس طرح سُلجھا کر بیان کرتے کہ معمولی قابلیت کا آدمی بھی سمجھ جائے۔ دس گیارہ برس کی عمر میں یہ عالم تھا کہ دو دو گھنٹے بہ آسانی تقریر کر سکتے تھے۔ 1904ء میں لاہور میں انجمن حمایت الاسلام کے جلسہ میں برجستہ تقریر کی تو انکی سحر بیانی کے چرچے سارے پنجاب میں عام ہو گئے۔ خطابت ہی کے ذریعہ انہوں نے تدریس کا فرض انجام دیا، نجی محفلوں میں مباحث کیے، عام جلسوں میں مقررہ اور غیر مقررہ عنوانات پر لکچر دیے۔ علمی مباحث کیے اور

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

مناظروں کے دور سے بھی گذرے۔اس طرح وہ صفت جوانکی ذات میں چھپی ہوئی تھی رفتہ رفتہ ظاہر ہوتی گئی۔اس دور میں اور بھی کئی پر جوش خطیب تھے جن کو سننے کے لیے لوگ بے قرار رہتے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی علم کی اس سطح تک پہنچا ہوا نہ تھا جس پر مولانا فائز تھے۔ان کے خطاب میں جو تاثیر تھی دوسرے کوشش کے باوجود پیدا نہ کر سکے۔ایک جگہ ابوسلمان شاہجہان پوری لکھتے ہیں۔

”..........مولانا نے اپنی خطابت سے قوم کی بیداری، سیاسی شعور کی تربیت، ملت کی اصلاح اور جماعتی زندگی کے قیام کا کام لیا۔خطابت کو انہوں نے دعوت ملّی کے فروغ واشاعت کا ذریعہ بنایا،قوم میں سرفروشی کا جذبہ اور اسلامی زندگی کا ذوق پیدا کرنے میں اس سے کام لیا ہے“۔

صحافت :

ان کی عمر لگ بھگ بارہ برس کی تھی کہ ایک پریس کے مالک 'محمد موسیٰ نے ”المصباح“ کے نام سے ہفتہ وار جاری کیا اور اُن کو اُس کا ایڈیٹر مقرر کیا۔اِس رسالے کا پہلا شمارہ عیدالفطر کے دن شائع ہوا تھا۔

1900ء میں دوسرا ہفت روزہ اخبار ”المصباح الشرق“ کی تقلید میں تھا۔اس کے علاوہ وہ کئی دوسرے اخبارات ورسائل کی ادارت کے فرائض بھی انجام دیے جس میں احسن الاخبار قابلِ ذکر ہے۔لیکن صحافت میں ان کا عظیم الشان کارنامہ بلا شبہ ”الہلال“ اور ”البلاغ“ ہیں۔الہلال کا پہلا شمارہ/ 13 جولائی 1912ء کو منظر عام پر آیا۔یہ ایک ہفت وار مصور رسالہ تھا جو کلکتہ سے شائع ہوتا تھا۔”الہلال“ کی خصوصیات کا ذکر جواہر لعل نہرو نے ”ڈسکوری آف انڈیا“ میں اس طرح کیا ہے۔

”مولانا آزاد نے اپنے ہفتہ وار ”الہلال“ سے مسلمانوں کو ایک نئی زبان میں مخاطب کیا۔یہ ایک ایسا انداز خطاب تھا جس سے ہندوستانی مسلمان آشنا نہ تھے۔الہلال مسلمانوں کے کسی بھی مکتب خیال سے اتفاق نہیں رکھتا تھا بلکہ وہ نئی دعوت اپنی قوم اور اپنے ہم وطنوں کو دے رہا تھا“۔وہ پہلے ہی دن سے ہندوستان کی ایک متحدہ قومیت کا علم بردار تھا“۔

'الہلال' کے تین بڑے مقصد تھے'ایک یہ کہ مُسلمانوں میں سچی دین داری کے جذبے کو اُبھارا جائے، دوسرے یہ کہ اُن کے دِلوں میں آزادی کی تڑپ پیدا کی جائے اور اُن کو کانگریس کی قومی تحریک سے وابستہ کیا جائے اور تیسرے یہ کہ ترکی خلافت کے مرکز کے گرد مسلمانوں کا ایک عالم گیر اتحاد قائم کیا جائے۔یہی وجہ ہے کہ برطانوی حکومت روزِ اوّل ہی سے اُس کی تاک میں تھی۔پہلے ضمانت طلب کی گئی، پھر پریس ضبط کیا گیا اور 'الہلال' بند ہو گیا۔کم و بیش ایک سال بعد مولانا نے 'البلاغ' جاری کیا، جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ وہ قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیر کے کام میں مصروف ہیں۔ ۲۳/ مارچ ۱۹۱۶ کو انھیں ڈیفنس آر ڈی ننس کے تحت شہر بدر کر دیا گیا۔وہ رانچی چلے گئے جہاں اُنھیں کچھ عرصہ بعد نظر بند کر دیا گیا۔

SCERT TELANGANA

سیاست :

نظر بندی کے دوران مولانا نے طے کرلیا تھا کہ رہائی کے بعد وہ سیاسی ہنگاموں سے علاحدگی اختیار کر کے خالص علمی زندگی بسر کریں گے، لیکن رولٹ ایکٹ، پنجاب کے مظالم اور جلیان والا باغ کی قتل وغارت گری نے پورے دیس میں آگ لگادی تھی۔ مولانا تماشائی کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتے تھے، وہ اس آگ میں کود پڑے۔

برطانوی سامراج کے خلاف ان کے دل میں نفرت کا جذبہ پیدا ہوگیا ان کا عقیدہ تھا کہ ملک کی آزادی کے لیے جدو جہد ایک دینی فریضہ اور جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ ''الہلال'' کے ذریعہ انہوں نے ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں میں جذبہ آزادی جگانے اوران میں عملی سیاست میں حصہ لینے کی ترغیب پیدا کی۔

ان ہنگامہ پرور حالات میں گاندھی جی سے مولانا کی پہلی ملاقات ۱۸ر جنوری ۱۹۲۰ کو دہلی میں ہوئی۔ جہاں خلافت کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے ہندو اور مسلمان رہنما جمع ہوئے تھے اور دونوں کے درمیان محبت اور یگانگت کا ایسا رشتہ قائم ہوا جو گاندھی جی کی وفات تک قائم رہا۔ اس ملاقات کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ خلافت کمیٹی نے گاندھی جی کے عدم تعاون کے پروگرام کو قبول کرلیا اور کانگریس نے خلافت کے مطالبے کو قومی مطالبے کا ایک جزو بنالیا۔ واقعہ تو یہ ہے گاندھی جی کے عدم تعاون کے پروگرام کو کانگریس سے پہلے خلافت کمیٹی نے اپنایا۔

خلافت تحریک ہندوستان کی آزادی کی تحریک کا ایک حصہ تھی۔ اُس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے اتنا قریب کردیا تھا کہ قربت کے ایسے روح پرور نظارے نہ تو اس سے پہلے کبھی نظر آئے تھے اور نہ اِس کے بعد اور یہ بڑی حد تک کرشمہ تھا مولانا آزاد کی سیاست اور خطابت کا۔ بہ قول قاضی عبدالغفار: خلافت تحریک میں مولانا نے وہی اور اتنا ہی بلکہ اُس سے زیادہ کام کیا جو علی برادران کر رہے تھے۔

ہندو مسلم اتحاد مولانا کو بہت عزیز تھا۔ یہ اُن کے لیے سیاسی نعرہ نہیں تھا، بلکہ اُس کی حیثیت عقیدے کی تھی۔ اُنھوں نے آگرے کی صوبائی خلافت کمیٹی کے اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا، میرا عقیدہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے بہترین فرائض انجام نہیں دے سکتے، جب تک کہ وہ احکامِ اسلامیہ کے ماتحت ہندوستان کے ہندوؤں سے سچائی کے ساتھ اتحاد و اتفاق نہ کرلیں۔ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان، ہندوستان کے بائیس کروڑ ہندوؤں کے ساتھ مل کر ایسے ہوجائیں کہ دونوں مل کر ہندوستان کی ایک قوم اور نیشن بن جائیں۔ ایک مرتبہ انھوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔

آج اگر ایک فرشتہ آسمان کی بدلیوں سے اُتر کر اور دہلی کے قطب مینار پر کھڑا ہو کر یہ اعلان کرے کہ سوراج چوبیس گھنٹے کے اندر مل سکتا ہے، بشرطیکہ ہندوستان، ہندو مسلم اتحاد سے دست بردار ہوجائے تو میں سوراج سے دست بردار ہو

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے- 21-2020
SCERT TELANGANA

جاؤں گا، مگر اِتحاد سے دست بردار نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ گر سوراج ملنے میں تاخیر ہوئی تو یہ ہندوستان کا نقصان ہوگا، لیکن اگر ہمارا اتحاد جاتا رہا تو یہ عالم انسانیت کا نقصان ہوگا''

جدوجہد آزادی کے دوران انہیں کئی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی صوبوں کی حکومتوں نے ان کے حدود میں داخلہ پر پابندی عائد کردی۔

1939ء میں وہ انڈین نیشنل کانگریس کے صدر منتخب ہوئے۔ 8/ اگست 1942ء کو کانگریس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں ''ہندوستان چھوڑو تحریک'' کا ریزولیشن منظور ہوا۔ اس کے دوسرے دن مولانا آزاد دوسرے کانگریسی رہنماؤں جواہر لعل نہرو، آصف علی، سردار ولبھ بھائی پٹیل، آچاریہ کرپلانی، کے ساتھ گرفتار کر لیے گئے۔ انہیں پہلے احمد نگر جیل میں رکھا گیا۔

تین سال کی اس قید کی مدت میں مولانا کے قلم سے وہ شاہکار وجود میں آیا جو اردو ادب کی تاریخ میں ہمیشہ سنہری حرفوں میں لکھا جائے گا۔ قید کی اس فراغت کی زندگی کے دوران جواہر لعل نہرو نے ''ڈسکوری آف انڈیا'' لکھی وہیں مولانا نے اپنے دوست حبیب الرحمٰن خاں شروانی کو جو خطوط لکھے تھے وہ بعد از رہائی ''غبار خاطر'' کی شکل میں شائع ہوئے۔

مولانا، قلعہ احمد نگر میں نظر بند ہی تھے کہ اُن کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اُن کی بیماری نے تشویش ناک صورت اختیار کی تو حکومتِ بمبئی نے اشارتاً مولانا کو کہلوایا کہ وہ کسی قسم کی سہولت چاہتے ہوں تو حکومت سے درخواست کر سکتے ہیں۔ اگر چہ بیوی کی بیماری کی خبر نے مولانا کے دل و دماغ کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا، لیکن اُنھوں نے کسی قسم کی درخواست کرنے سے انکار کر دیا اور سب کچھ جھیل گئے۔

کانگریس کے صدر کی حیثیت سے سات سال مسلسل خدمات انجام دینے کے بعد 1946ء کے صدارتی انتخاب میں صدارت سے سبکدوش ہوگئے۔ بیشتر کانگریسی اراکین چاہتے تھے کہ مولانا دوبارہ صدارت کے عہدہ پر فائز رہیں لیکن وہ راضی نہ ہوئے اور جواہر لعل نہرو کا نام پیش کیا اور متفقہ طور پر پنڈت نہرو کو کانگریس کا صدر منظور کرلیا گیا۔

وزارت :

15/ اگست 1947ء کو ہندوستان ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا۔ گاندھی جی کی خواہش اور اصرار کے باوجود مولانا نے اپنے لیے وزارت عظمٰی کے بجائے وزیر تعلیم کا عہدہ پسند کیا۔ ملک کے پہلے وزیر تعلیم کی حیثیت سے قوم کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں اور آخر دم تک اسی عہدہ پر فائز رہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد/ 15 جنوری 1947ء تا / 22 فروری 1958ء یعنی کم و بیش گیارہ برس وزیر تعلیم کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ عہدہ سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے انہوں نے اپنے تعلیمی نظام کو کامیاب بنانے کی جدوجہد کی انہوں نے تعلیم کے تقاضوں کو سمجھا اور تعلیم کو جمہوری بنانے کئی ایک اقدامات کیے۔ اسکول جانے والے تمام بچوں کو بنیادی تعلیم مفت اور لازمی قرار دیا۔ عوام میں ناخواندگی کی شرح گھٹانے اور خواندگی کو عام کرنے کئی اسکیمات روبہ عمل لائی گئیں۔ بنیادی تعلیم کے اساتذہ کے لیے

SCERT TELANGANA

ٹریننگ کالجس کھولے گئے۔

اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے سلسلے میں مولانا آزاد کی وزارت نے خصوصی اقدامات کیے۔ جامعات کی اصلاح اور ازسرِنو تنظیم کے مقصد سے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ کئی نئی یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ تعلیم کے شعبہ میں کثرت اور معیار دونوں لحاظ سے بہت ترقی ہوئی۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے فروغ کے سلسلے میں متعدد تحقیقی ادارے، کمیشنوں اور کونسلوں کو قائم کیا۔ ادب کے ساتھ مختلف فنون لطیفہ جیسے رقص، موسیقی، ڈرامہ وغیرہ کی ترقی اور نوجوانوں میں اس کا ذوق پیدا کرنے اکیڈیمیاں تشکیل دی گئیں اور ایوارڈس مقرر کیے گیے۔ مولانا کے دورِ وزارت میں تین اکیڈیمیاں ساہتیہ اکیڈمی، سنگیت ناٹک اکیڈمی اور للت کلا اکیڈمی قائم ہوئیں جو آج بھی کارکرد اور فعال ہیں۔

مشرقی تہذیب کے پروردہ اور عرب نژاد ہوتے ہوئے بھی مولانا ہندوستانی ثقافت کے علم بردار تھے۔ دوسرے ملکوں سے ثقافتی سطح پر تعلقات کو فروغ دینے کے لیے ایک اہم ادارہ کا قیام عمل میں لایا گیا جسے انڈین کونسل فار کلچرل ریلیشنز Indian Council for Cultural Relations کا نام دیا گیا۔ تبادلہ پروگرام کے تحت ہندوستان کے ادیبوں اور فنکاروں کو دوسرے ممالک بھیجا گیا اور اس طرح غیر ممالک کے ادیبوں اور فنکاروں کا ہندوستان میں تعارف ہوا۔ خوش قسمتی سے آج جس عمارت میں یہ ادارہ کام کر رہا ہے اس کا نام مولانا آزاد کی مناسبت سے ''آزاد بھون'' رکھا گیا ہے۔ غرض اپنی گیارہ سالہ دورِ وزارت میں مولانا نے نظامِ تعلیم میں کئی اہم تبدیلیاں لائیں۔ ہندوستانی عوام کی تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے ان کے اقدامات ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

تصانیف وتالیفات :

مولانا ابوالکلام آزاد کی تصانیف وتالیفات کا ذخیرہ بہت بڑا ہے۔ انہوں نے اپنے دورِ حیات میں متفرق موضوعات پر بے شمار مضامین ومقالات لکھے جو ملک کے کئی مشہور جرائد و رسائل میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ ان میں بعض مضامین اپنی جگہ بہت اہم اور علمی اور تحقیقی نقطۂ نظر سے قیمتی ہیں۔

مولانا کے خطوط کا مجموعہ ''غبارِ خاطر'' اردو ادب میں مکتوب نگاری میں ایک اہم سنگ میل ہے۔ غالب کے بعد مولانا آزاد نے ہی فن مکتوب نگاری میں ایک نئی جہت پیش کی۔ انہوں نے اپنے خطوط میں کہیں بھی مکتوب الیہ کا نام نہیں لکھا۔ ان میں خطوط جیسی بات ہی نہیں۔ اگر سرنامہ سے مکتوب نگار کا نام حذف کر دیں تو ہر خط ایک مضمون یا انشائیہ بن کر رہ جاتا ہے۔ جب تک مکاتب لکھے گئے مولانا جانتے تھے کہ وہ مکتوب الیہ تک نہیں پہنچیں گے لہٰذا وہ خط نہیں لکھتے تھے بلکہ ''اظہار کی تڑپ'' سے مجبور ہو کر خود کلامی کرتے تھے۔ کہنے کی حد تک حبیب الرحمٰن خاں شروانی ان کے مخاطب ہیں ورنہ وہ تو اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے ذہن کی گرہ کھول رہے تھے۔

دیگر تصانیف میں تذکرہ ترجمان القرآن ''انڈیا ونس فریڈم'' India Wins Freedom اور الہلال، البلاغ، وغیرہ ہیں۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2020-21

ہمہ گیر شخصیت:

مولانا ابوالکلام آزاد ایک ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے ان کا نام زبان پر آتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ کسی ایک شخص کا تذکرہ نہیں بلکہ بہ یک وقت کئی اشخاص زیر بحث ہیں۔ ہر شخصیت کے علم وفضل، فکر ونظر اور اخلاق کمالات کے مختلف پہلو ہوتے ہیں اور اس کا قصر انہی مختلف پہلوؤں پر تعمیر ہوتا ہے۔ ایسی شخصیتیں جو ہر حیثیت سے عظیم ہوں اور ان کی شخصیت کا ہر پہلو اپنے اندر کوئی نہ کوئی انفرادیت رکھتا ہو صدیوں کی گردش لیل ونہار کے بعد صفحۂ ہستی پر نمودار ہوتی ہیں۔ مولانا آزاد کا شمار ایسی ہی ہستیوں میں ہوتا ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے علم وفضل کے بیشمار دولتوں اور فکر ونظر کی بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ ایک بلند پایہ عالم دین تھے اور مختلف دینی علوم جیسے تفسیر حدیث اور فقہ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ تاریخ عالم کے ایک ایک گوشے اور ایک ایک پہلو پر اُن کی نظر تھی۔ لسانیات ،لغات اور اصلاحات کے مسائل سے خاص دلچسپی تھی۔ عربی تو انکی مادری زبان تھی۔ فارسی پر بھی عبور رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی سے بھی بخوبی واقف تھے۔ وہ ہر زبان کے بڑے بڑے ادیبوں، مصنفوں اور شاعروں کی تخلیقات پر ناقدانہ نظر رکھتے تھے۔

وہ ایک بہترین صحافی بھی تھے۔ اردو صحافت کے دامن میں انہوں نے اب سے تقریباً ایک صدی پہلے جو کچھ ڈال دیا تھا آج تک اس میں اضافہ نہ کیا جا سکا۔ خطابت میں ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ ان کی طاقتِ لسانی کے آگے برٹش حکومت اپنی تمام آہنی اور جنگی طاقتوں کے ساتھ لرزتی رہی۔ عملی سیاست میں انہوں نے اس وقت قدم رکھا جب بڑے بڑے رہنماؤں کا اس میدان میں دور دور تک پتہ نہ تھا۔ مفکر تعلیم کی حیثیت سے وہ ہندوستان کی ایک اہم شخصیت تھے۔ ہندوستان کو انہوں نے اپنے دورِ وزارت میں اپنے افکار اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے مالا مال کر دیا۔

طب پر اپنی زبان کھولی تو اپنی معلومات کا بڑے بڑے حکیموں سے لوہا منوالیا۔ مضوری میں ان کا مطالعہ اتنا وسیع اور ان کی نظر اتنی گہری تھی کہ وہ نہ صرف اس کی تاریخ بلکہ عہد بہ عہد ترقی اور ہر عہد کی خصوصیات سے واقف تھے۔ مشرقی لباس اور کھانوں کا تذکرہ ہو کہ مشرقی کوفتوں کی تاریخ وہ ہر موضوع پر اپنی معلومات اور مطالعے کی وسعت سے سننے والے کو حیرت میں ڈال دیتے تھے۔

وہ ایک باکمال شاعر بھی تھے تو دوسری طرف مفسر قرآن بھی۔ ادیب بھی تھے اور صحافی بھی۔ سیاست وادب دونوں میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔ غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی ذات میں خود ایک انجمن تھے۔

ابوالکلام کے علم وفضل کے جن پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ وہ پہلو ہیں جن کا ذکر اور جن کا اعتراف ملک اور بیرون ملک کے علماء اور مشاہیر کر چکے ہیں اور وہ گوشے ہیں جو لوگوں کے علم میں آ گئے ہیں۔ ان کے ایک وجود میں علم وفضل کی ایسی کتنی ہی دنیائیں آباد تھیں جن کا لوگ پتہ بھی نہ چلا سکے اور کسی طرح وہ لوگوں کے احاطۂ علمی میں نہ آ سکیں۔

/ 22 فروری 1958ء کو اس چشمۂ فیض اور ہمارے درمیان موت کی دیوار کھڑی ہوگئی۔ لیکن ان کی زندہ جاوید تصانیف ہمارے درمیان ہیں جس سے نسل درنسل استفادہ کرتی رہے گی۔ (ادارہ)

SCERT TELANGANA

I۔مختصر جوابی سوالات

1۔ مولانا آزاد کا بچپن کیسا تھا؟

2۔ مولانا آزاد کی ابتدائی تعلیم کیسے ہوئی؟

3۔ مولانا آزاد کو انگریزی اور فرانسیسی سیکھنے کی ترغیب کیسے ملی؟

4۔ 'غبارِ خاطر' پر مختصر نوٹ لکھیے؟

II۔طویل جوابی سوالات

1۔ مولانا آزاد کی ہمہ گیر شخصیت پر نوٹ لکھیے؟

2۔ مولانا آزاد کی خطابت کے بارے میں لکھیے؟

3۔ مولانا آزاد نے آزادی کی تحریک میں کیا کردار ادا کیا؟

4۔ مولانا آزاد نے تعلیم کے لیے کیا خدمات انجام دیں؟

5۔ الہلال اور البلاغ کے بارے میں مختصر نوٹ لکھیے؟

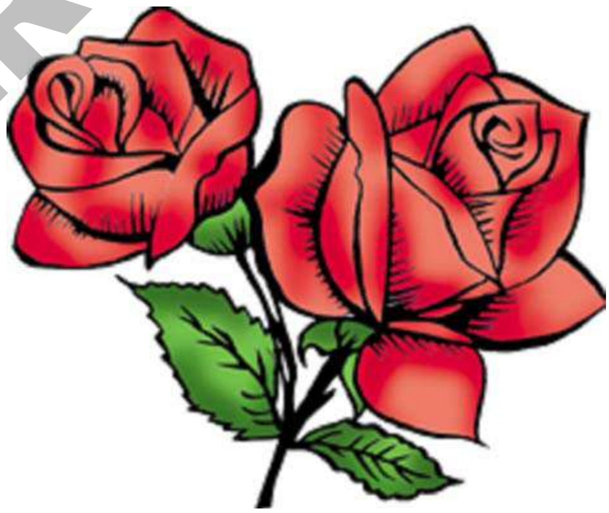

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2020-21

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی، یہ گُلستاں ہمارا

غُربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی، دل ہو جہاں ہمارا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

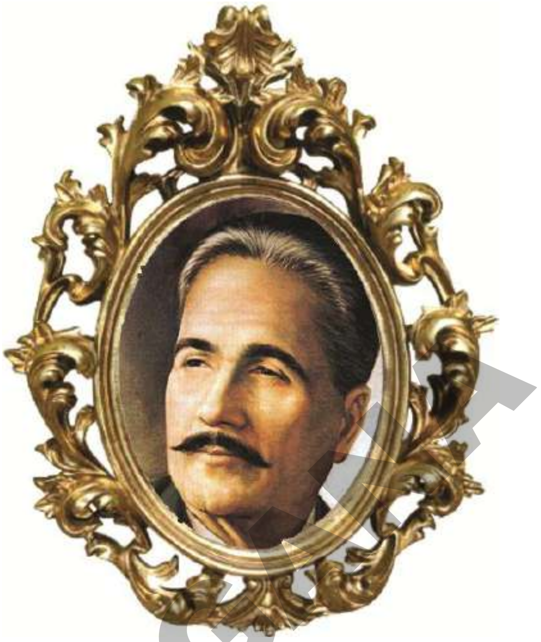

6۔علامہ اقبال

علامہ اقبالؔ ہندوستان کے ایک مایۂ ناز سپوت تھے۔ان کا شمار دنیا کے چند عظیم شاعروں میں ہوتا ہے۔وہ ایک فلسفی شاعر تھے۔ اردو کے علاوہ فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔

محمد اقبال 9؍نومبر، 1877 میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ان کے اجداد کشمیری برہمن تھے اور سپرو گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ڈھائی تین سو برس پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔اوائل انیسوں صدی میں ان کا خاندان ترک وطن کر کے پنجاب میں آبسا۔اقبال کے والد نور محمد، متقی، پرہیزگار اور نیک دل بزرگ تھے۔ان کا چھوٹا سا کاروبار تھا۔وہ اپنی محدود آمدنی میں قناعت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ان کے دو بیٹے تھے۔شیخ عطا محمد اور شیخ محمد اقبال۔عطا محمد، اقبال سے 14 سال بڑے تھے۔نور محمد نے اپنے بیٹوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی۔انہیں گھر پر اردو، فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھائی گئیں اور مذہبی تعلیم دی گئی۔بعد میں انگریزی مدرسے میں شریک کرایا گیا۔عطا محمد نے اعلیٰ تعلیم پائی اور انجینئر بن گئے اسی طرح گھریلو تعلیم سے فارغ ہو کر اقبال نے مشن اسکول میں تعلیم پائی اور اعلیٰ درجے سے انٹرنس کا امتحان کامیاب کیا۔اسکول میں مولوی میر حسن جیسے شفیق استاد اُنہیں مل گئے۔وہ مشرقی علوم کے ماہر تھے۔اردو کے علاوہ عربی اور فارسی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔مشن اسکول جس میں اقبال نے انٹرنس تک تعلیم پائی انٹرمیڈیٹ کالج بن گیا۔اسی کالج میں اقبال نے ایف اے میں داخلہ لیا مولوی میر حسن بھی اسی کالج میں پڑھانے لگے۔ان کی تربیت نے اقبال کے جوہر کو جلا بخشی۔اسی زمانے میں اقبال شعر کہنے لگے تھے۔ابتداء میں انہوں نے اپنے استاد سے صلاح لی پھر ان ہی کے مشورے سے چند غزلیں داغؔ دہلوی کے پاس بھیجیں حضرت داغؔ نے اصلاح دی۔ان کے کام کو سراہا اور ہمت افزائی کی۔یہ

SCERT TELANGANA

سلسلہ کچھ ہی عرصہ تک چلتا رہا۔ اس کے بعد حضرت داغؔ نے اقبال کو لکھ بھیجا کہ وہ شعر کہتے رہیں اب انہیں اصلاح کی ضرورت نہیں ہے۔

اسکاچ مشن کالج سے ایف اے کرنے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اقبال لاہور گئے۔ اورنٹل کالج لاہور سے انہوں نے بی اے کیا۔ فلسفہ ان کا خاص مضمون تھا۔ پھر فلسفے ہی سے انہوں نے امتیاز کے ساتھ ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ اورینٹل کالج میں فلسفے کے پروفیسر تھامس آرنلڈ تھے۔ وہ عربی زبان کے ماہر تھے۔ اور علوم شرقیہ سے خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ اقبال کی ذہنی تربیت میں ان کا بڑا حصّہ رہا۔ اقبال کو اپنے اساتذہ مولوی میر حسن اور پروفیسر آرنلڈ سے جو قلبی لگاؤ تھا اس کا اندازہ ان نظموں سے ہوتا ہے۔ جن میں اقبال نے انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

لاہور میں اقبال وہاں کے مشاعروں اور محفلوں میں شریک ہونے لگے۔ ایک مشاعرہ میں مرزا ارشد گورگانی موجود تھے جن کا شمار اساتذہ سخن میں ہوتا تھا۔ اقبال نے اپنی باری آنے پر غزل سنائی اور جب وہ اس شعر پر پہنچے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

تو ارشد گورگانی تڑپ گئے اور بے ساختہ داد دی۔ اقبال ابھی ایم اے کے طالب علم ہی تھے کہ انہیں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں نظم سنانے کے لیے مدعو کیا گیا۔ ان جلسوں میں حالی اور شبلی جیسے شعرا اپنا کلام سنا چکے تھے۔ اقبال نے اس اجلاس میں اپنی نظم ''نالہ یتیم'' پڑھی۔ یہ نظم اتنی دردانگیز تھی کہ سننے والوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ شیخ عبدالقادر نے اس نظم کو اپنے رسالے ''مخزن'' میں شائع کیا۔ اس طرح شاعر کی حیثیت سے اقبال نے جلد ہی اپنا مقام پیدا کر لیا اور ان کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ ابتدا میں اقبال ایک فطرت نگار اور قوم پرست شاعر کی حیثیت سے سامنے آئے۔ ہمالیہ، ترانہ ہندی، ہندوستانی بچوں کا قومی گیت اور نیا شوالہ جیسی قومی نظمیں لکھیں وہ انگریزی کے روحانی شاعروں سے متاثر تھے۔ انہوں نے بعض نظموں میں مناظر فطرت کی بڑی خوبصورت عکاسی کی ہے۔ بچوں کے لیے بھی کئی نظمیں لکھیں جو ان کے پہلے مجموعے کلام بانگ درا میں شامل ہیں۔

ایم اے کے بعد تھامس آرنلڈ کی کوشش سے اقبال، اورینٹل کالج لاہور میں فلسفے کے لکچرر مقرر ہوئے اور کچھ دنوں بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں ان کا تقرر ہو گیا۔ تھامس آرنلڈ ملازمت سے سبکدوش ہو کر انگلستان جانے لگے تو انہوں نے اقبال کو مشورہ دیا کہ وہ انگلستان آ کر فلسفے کی مزید تعلیم حاصل کریں۔ اقبال کی خواہش پر ان کے بڑے بھائی نے 1905ء میں اپنے خرچ پر انہیں انگلستان بھیج دیا۔ اقبال نے ٹرینٹی کالج کیمبرج میں داخلہ لیا۔ انہوں نے میک گریٹ اور جمیس وارڈ جیسے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جو فلسفے کی دنیا میں اونچا مقام رکھتے تھے۔ اپنی علمی اور تعلیمی مصروفیات کی بنا پر اقبال نے شعر گوئی ترک کرنے کا فیصلہ کیا لیکن پروفیسر آرنلڈ اور شیخ عبدالقادر کے اصرار پر انہوں نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔ اب وہ فارسی میں شعر کہنے لگے اور اردو کی طرف ان کی توجہ کم ہو گئی۔ ٹرینٹی کالج سے امتحان کامیاب کرنے کے بعد تھامس آرنلڈ کے مشورے پر وہ جرمنی چلے گئے اور میونخ یونیورسٹی میں ریسرچ

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2020-21

اسکالر کی حیثیت سے داخلہ لیا۔ یہاں انہوں نے ایان کے فلسفے پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اسی کے ساتھ انہوں نے ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں شریک ہو کر ایک کورس کی تکمیل کی۔ جرمنی سے لندن لوٹے اور بیرسٹری کا امتحان کامیاب کیا۔ تھامس آرنلڈ ہندوستان سے آنے کے بعد لندن یونیورسٹی میں عربی پڑھانے لگے تھے وہ چھ ماہ کی رخصت پر گئے تو ان کی جگہ عارضی طور پر اقبال کا تقرر کیا گیا۔

یوروپ میں اقبال کا قیام تین برس رہا۔ اس دوران ان کے خیالات اور تصورات میں بڑی تبدیلی رونما ہوئی۔ پہلے وہ وطنیت اور قوم پرستی کے علم بردار تھے۔ جس کا اندازہ ان کے ابتدائی دور کی کئی نظموں سے ہوتا ہے۔ یوروپ میں انہوں نے دیکھا کہ کس طرح وطن پرستی کا جذبہ ایک قوم کو دوسری قوم کا دشمن بنا تا ہے۔ یوروپ کے سرمایہ دارانہ نظام سے بھی وہ متنفر ہو گئے۔ وطنیت کے مقابلہ میں انہوں نے عالم گیر انسانیت کا تصور اپنایا۔ مارکس کے اشتراکی نظریہ سے بھی وہ کسی حد تک متاثر ہوئے۔

1908 میں اقبال ہندوستان واپس ہوئے اور وکالت شروع کر دی۔ ساتھ ہی ساتھ گورنمنٹ کالج لاہور کی ملازمت سے استعفٰی دے دیا کیونکہ سرکاری ملازمت میں رہتے ہوئے وہ آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ مختلف جگہوں سے اقبال کو اعلیٰ سے اعلیٰ ملازمتوں کی پیش کش کی گئی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

وطنیت کے تصور کو رد کرنے کے بعد اقبال نے اپنی شاعری میں اسلام کو ایک عالم گیر نظریہ حیات کے طور پر پیش کیا۔ انہوں نے اسلام کے روایتی تصور سے اختلاف کیا۔ اور اسکو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے خودی کا نظریہ پیش کیا۔ ان کے خیال میں اپنی خودی کو ترقی دے کر ہی انسان ارتقا کے اعلیٰ مدارج طئے کر سکتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انسان کو خدا نے دنیا میں اپنا خلیفہ یا نائب بنا کر بھیجا ہے تا کہ وہ فطرت کی تسخیر کرے۔ اقبال نے فارسی میں ایک مثنوی ''اسرارِ خودی''، لکھی جس میں اپنے فلسفۂ خودی کو انہوں نے موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ مثنوی 1915ء میں شائع ہوئی۔

پروفیسر نکلسن نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ جو 1920ء میں شائع ہوا۔ پروفیسر براؤن رابرٹ ریڈ' ای ایم فورسٹر اور کئی نقادوں نے اس کی تعریف کی۔ اس کتاب کی اشاعت کے ساتھ ہی اقبال کی شہرت سارے یوروپ میں پھیل گئی۔ 1922ء میں برطانوی حکومت نے انہیں ''سر'' کا خطاب دیا۔ اقبال نے بڑے پس و پیش کے بعد اس خطاب کو قبول کیا لیکن یہ شرط رکھی کہ ان کے استاد مولوی میر حسن کو ''شمس العلما'' کا خطاب دیا جائے۔ حکومت نے یہ شرط منظور کر لی۔

''اسرار خودی'' کے بعد اقبال کی فارسی مثنوی ''رموزِ بےخودی'' (1917) اور دو طویل نظمیں ''طلوع اسلام'' اور ''خضر راہ'' منظر عام پر آئیں۔ 1923 میں ان کے فارسی کلام کا مجموعہ ''پیام مشرق'' شائع ہوا۔ اس کے دوسرے سال اقبال کی اُردو شاعری کا پہلا مجموعہ ''بانگِ درا'' کے نام سے چھپا۔

عوام میں اقبال کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے بعض احباب نے ان کو عملی سیاست میں حصّہ لینے کی ترغیب دی۔ پہلے تو اقبال نے انکار کیا لیکن احباب کا اصرار بڑھا تو آمادہ ہو گئے۔ 1926، میں انہوں نے پنجاب لجسلیٹو کونسل کی رکنیت کے لئے الیکشن میں

SCERT TELANGANA

حصّہ لیا اور کامیاب ہوئے۔ رکن منتخب ہونے کے بعد انہوں نے بہت سے مفید اور رفاہی کام کیے۔ 1927 میں ان کے فارسی کلام کا ایک اور مجموعہ ''زبورِ عجم'' کے نام سے شائع ہوا۔

1928 میں انہیں اسلام پر توسیعی لکچر دینے کے لیے مدراس مدعو کیا گیا۔ اقبال نے وہاں انگریزی میں کچھ لکچر دئے جن کو کتاب کی شکل میں چھاپا گیا بعد میں اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ''تشکیل جدید الہیات اسلامیہ'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اقبال کے افکار کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ مدراس سے وہ میسور گئے اور ٹاؤن حال میں لکچر دیا۔ وہاں سے وہ 14 جنوری 1929ء کو حیدرآباد پہنچے۔ یہاں ان کا شاندار خیر مقدم کیا گیا۔

1930 میں انہیں مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا گیا۔ دو برس بعد وہ دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گئے۔ واپسی میں انہوں نے فرانس میں مشہور فلسفی برگساں سے ملاقات کی۔ پھر اٹلی جا کر صدر مسولینی سے ملے جن کی شخصیت سے وہ بہت متاثر تھے۔ اٹلی سے اسپین روانہ ہوئے جہاں کسی زمانے میں مسلمانوں کا اقتدار تھا۔ اقبال نے اسپین میں اسلامی دور کی یادگار عمارتیں دیکھیں، مسجد قرطبہ کو دیکھنے کے بعد ایک پُر اثر نظم لکھی۔ جس کا شمار ان کی بہترین تخلیقات میں ہوتا ہے۔ اسی سال اقبال کی شاہکار فارسی مثنوی ''جاوید نامہ'' کی اشاعت عمل میں آئی۔

1934ء میں والئ افغانستان نادر شاہ نے ہندوستان سے چند علما کو افغانستان آنے کی دعوت دی تا کہ ان سے مذہبی اور تعلیمی مسائل کے بارے میں مشاورت کی جاے۔ اس دعوت پر علما کا ایک وفد کابل گیا جس میں علامہ اقبال، مولانا سلیمان ندوی وغیرہ شامل تھے۔ کابل کی علمی و ادبی انجمنوں کی طرف سے ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔

افغانستان سے لوٹنے کے بعد اقبال شدید بیمار ہو گئے۔ بیماری کی وجہ سے انہوں نے وکالت ترک کر دی۔ نواب بھوپال نے ان کی گذر بسر کے لیے ماہانہ پانچ سو روپے کا وظیفہ جاری کیا۔ علالت نے طول کھینچا۔ کسی علاج سے فائدہ نہیں ہوا۔

وفات سے قبل زمانے علالت میں ہی ان کی اردو اور فارسی شاعری کے چار مجموعے منظر عام پر آئے۔

1۔ بالِ جبرئیل (اُردو 1935)

2۔ ضربِ کلیم (فارسی 1936)

3۔ پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق (فارسی 1936)

4۔ مسافر (فارسی 1936)

5۔ ارمغانِ حجاز (اردو اور فارسی دونوں کی نظمیں 1938)

آخر 21 اپریل سنہ 1938 کو وہ انتقال کر گئے، شاہی مسجد لاہور میں تدفین عمل میں آئی ملک بھر میں ان کی موت کا سوگ منایا گیا۔

(ادارہ)

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 21-2020

I۔مختصر جوابی سوالات۔

1۔علامہ اقبال کی ابتدائی زندگی کے حالات بیان کیجیے۔

2۔یوروپ میں قیام کے دوران علامہ اقبال کے خیالات اورتصورات میں کس طرح تبدیلیاں رونما ہوئی؟

3۔اُردو اور فارسی میں اقبال کے کتنے اور کون کونسے مجموعے شائع ہوئے؟

4۔اقبال نے اسلام کو ایک عالم گیر نظریہ حیات کے طور پر کس طرح پیش کیا؟

II۔طویل جوابی سوالات۔

1۔علامہ اقبال کی تعلیم وتربیت پر ایک نوٹ لکھیے؟

2۔علامہ اقبال کی سیاسی زندگی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

3۔اقبال کی ابتدائی دنوں کی شاعری کے بارے میں لکھیے۔

4۔اقبال کی شہرت یوروپ میں پھیلنے کے اسباب کیا تھے؟

SCERT TELANGANA

فرہنگ

ا

آبخورہ : کوزہ۔ پانی پینے کا چھوٹاساچوڑھا برتن

آہنی : لوہے کا بنا

آب گزیدہ : پانی سے ڈرنے والا

ارباب غرض : غرض مند لوگ

ازار بند : کمر بند۔ ناڑا۔

اسرارنہانی : بھید، پوشیدہ باتیں

اسفند یار : ایران کے ایک بادشاہ کا نام

اسیر : قیدی

اشک : آنسو

اطہار : پاکیزہ لوگ

التجا : درخواست

اوہام : وہم کی جمع، بے حقیقت باتیں، گمان

ایڑی چوٹی کا زور لگانا : پوری کوشش کرنا

ابرِرواں : رواں بادل

ب

بال بیکا نہ ہونا : آنچ نہ آنا، ذرا صدمہ نہ ہونا

بال پڑنا : رخنہ پڑنا، اختلاف پیدا ہونا

بٹوہ : روپے پیسے وغیرہ رکھنے کا چھوٹا سا کیسہ (تھیلی) جو عموماً کپڑے کا ہوتا ہے۔

بستر جمانا : سونے کی تیاری کرنا

بشارت : خوش خبری

بصیرت : بینائی، عقلمندی، دانائی

بلاغت : فصیح کلام۔ حسب موقع گفتگو

بھاگ : قسمت

بےباک : ہمت والا، نڈر، جرات مند

بےدرماں : لاعلاج۔ جس کا کوئی علاج نہ ہو

پ

پالن ہار : پرورش کرنے والا

پچھّم : مغرب

پند : نصیحت

ت

تان سین : اکبر اعظم کے دور کا نامور موسیقار

تپسیا : سخت ریاضت

ترنگ : جوش، خوشی

ترویج : رواج دینا۔ اشاعت کرنا

تعلّی : برتری 'بڑائی' شعری اصطلاح میں اپنی بڑائی آپ کرنا

تمدن : کلچر۔ تہذیب

تند : تیز

تندوتیز : تیز رفتار

توکل شعار : خدا پر بھروسہ کرنے والا

تہمت : الزام

جازم : بیل بوٹے دار کپڑا/ جائے نماز

جعل : دھوکہ فریب

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

ج

چاروناچار : مجبوراً

چاک : پھٹنا،پھاڑنا

چ

چاہ : خواہش،محبت

حرف گیری : نکتہ چینی،عیب نکالنا

حرم : خواتین

ح

حضرت ابن عربی : حضرت محی الدین ابن عربی بہت بڑے صوفی بزرگ جن کی تصنیف فتوحات مکیہ تصوف کی سب سے مشہور کتاب ہے۔

حقارت : ذلت، بےعزتی

حیدرکرار : حضرت علیؓ کالقب

خ

خاکسار : مثل خاک۔عاجز

خرافات : بےہودہ باتیں،فضول بکواس

خلوت نشین : تنہائی پسند

خنجری : چھوٹی دف

د

دافع بلیات : مصیبت دورکرنے والا

دست : ہاتھ، پنجہ

دست پناہ : چمٹا

دشت : جنگل

دھندلکا : صبح یاشام کے وقت کانیم اندھیرا

دیارغربت : اجنبی ملک/پردیس

دیوجانس کلبی : یونان کامشہور فلسفی

ر

راک فلر : امریکی کروڑپتی جوتیل کے کنوؤں کا مالک ہے

رقیب : حریف

رنجور : افسردہ

رواداری : مروت۔پاس ولحاظ

ریحان : ایک خوشبودارپودا

ریزولیشن : قرارداد

ز

زرفشاں : سنہرا،چمکدار

زرق برق : چمکدار

زمانۂ سلف : قدیم زمانہ

ژالہ باری : اولے پڑنا،اولوں کی بارش

SCERT TELANGANA

س

سادات : آلِ رسول ﷺ
سپرد کرنا : حوالے کرنا
ستیاناس : تباہی
ستیہ گرہ : سچ کی جدوجہد۔ پرامن تحریک
سرکش : نافرمان
سفاک : بے رحم، ظالم
سلوتری : حیوانات کا ڈاکٹر
سمن : چنبیلی
سنبل : ایک خوشبودار گھاس
سنگلاخ : پتھریلی
سوئے وطن : وطن کی جانب
سینہ زوری : زبردستی

ش

شائستہ : مہذب
شد بد : سمجھ بوجھ، کسی کام کو تھوڑا سا جاننا
شغال : گیدڑ
شفق : وہ سرخی جو غروب آفتاب کے وقت آسماں پر نظر آتی ہے
شکر بجالانا : احسان مند ہونا
شگاف : دراڑ
شوبھا : حسن۔ خوبصورتی
شہ : ترغیب، حوصلہ

ص

صحرا : جنگل، ویرانہ، ریگستان، بیابان
صور : بگل۔ بڑی آواز

ط

طائر : پرندہ
طمع : حرص، لالچ

ع

عاجز : بے بس، مجبور
عترت : اہل خاندان
عداوت : دشمنی
عش عش کرنا : نہایت پسند کرنا
علیم وخبیر : جاننے والا اور خبر رکھنے والا
عہد : زمانہ، دور

غ

غریب شہر : وطن سے دور پردیس میں رہنے والا
غمدیدہ : مصیبت زدہ

ف

فاقہ مست : تنگی میں مگن رہنے والا
فدیہ : خوں بہا، معاوضہ
فرقت : جدائی

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

فرلانگ	دوسوبیس گز کا فاصلہ
فسوں	جادو
فلک	آسمان
فیاض طبع	سخی، دریادل، فطرت
فی البدیہہ	فوراً۔ بے سوچے
فیل بان	مہاوت، ہاتھی چلانے والا
قدامت پسند	پرانی باتوں کو پسند کرنے والا

ق

قدرشناس	قدر کرنے والا
قلاش	غریب، کنگال
قیاس کرنا	اندازہ لگانا
قیصرولیم	جرمنی کا شہنشاہ
کارخیر	نیک کام

ک

کاسہ	پیالہ، کٹورا
کاشف	کھولنے والا، ظاہر کرنے والا
کسولی	شملہ کے پاس ایک پہاڑی علاقہ جہاں کتے کے کاٹے کا علاج ہوتا ہے
کلمۂ حق	سچ بات، حق بات
کمک	مدد
کہنہ مشق	تجربہ کار
کیف آفریں	سرور پیدا کرنے والی، خمار آمیز

گ

گرانڈیل	بہت بڑا، شاندار
گلزارزادیاں	چمن کی بیٹیاں یعنی کلیاں
گوٹا کناری	سونے چاندی کے تاروں سے تیار کی گئی لیس جو دوپٹے یا ساڑی پر لگائی جاتی ہے
گور	قبر
گھنیانا	نفرت کرنا۔ کراہیت کرنا
گھورے	وہ جگہ جہاں کوڑا کرکٹ پھینکا جائے
لالہ	ایک قسم کا سرخ پھول جسکے اندر سیاہ داغ ہوتا ہے

ل

لوریاں	ننھے بچوں کو سنانے کے لئے لکھے گئے گیت/اشعار جو عورتیں بچوں کو سلانے کے لئے پڑھتی ہیں

م

ماتحت	نائب، مددگار
متواتر	مسلسل
محن	محنت کی جمع
مختار	مالک

SCERT TELANGANA

مردم خور : آدم خور۔ وہ جانور یا وہ لوگ جو آدمیوں کو کھاجاتے ہیں
مستثنٰی : علاحدہ شدہ۔خارج کیاہوا
مسخ ہونا : بگڑ جانا' خراب ہوجانا
معرفت : خدا شناسی' عرفان
معمور : بھراہوا' بساہوا
مفارقت : جدائی
مکیں : مکان میں رہنے والا
ملیاں : مٹی سے بنائی گئی اشیاء
من موہنی : دل کو چھو لینے والی' دل کولبھانے والی
موذی : تکلیف پہنچانے والا
موہوم : دھندلا،غیر یقینی
مہجور : جدائی جھیلنے والا

ن

نابکار : ناپاک،گنہگار
ناطقہ بند ہونا : لاجواب ہونا
نفریں : ملامت۔نفرت
نکہت : خوشبو
نگوڑی : بدنصیب۔بے کس عورت۔ لاوارث
نگہبانی : نگرانی، دیکھ بھال
نمناک : اداس،غمگین،رنجیدہ
وچار : خیال' فکر
وحشی : غیر مہذب۔جنگلی
نہاں : چھپاہوا

ہ

ہاتھ پاؤں پھولنا : گھبرا جانا
ہنڈولہ : پالنا،گہوارہ،جھولا
ہیئت : شکل،بناوٹ

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

طلبا کے لیے ہدایات

پیارے بچو!

☆ آپ سب کو روانی کے ساتھ پڑھنے کے قابل ہونا چاہیے۔ مختلف موضوعات جن کے بارے میں آپ جانتے ہیں ازخود لکھنے کے قابل ہونا چاہیے۔ اگر آپ اچھا پڑھنا، لکھنا نہ جانتے ہوں تو اپنے معلم کی مدد سے سیکھیں۔

☆ آپ کی اکتسابی ضروتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اردو کی یہ درسی کتاب آپ ہی کے لیے ہی تیار کی گئی ہے۔ آپ کی اس کتاب میں آپ کے مطلوبہ استعداد کو ایک صفحہ پر درج کیا گیا ہے ان کا مطالعہ کیجیے تعلیمی سال کے اختتام تک آپ انہیں حاصل کر لیں۔

☆ ہر سبق کے ابتداء میں کوئی کوئی تصویر/ واقعہ/متن/ اشعار دیے گئے ہیں ان کے بارے میں گفتگو کیجیے۔ اور سوالوں کے جواب دیجیے۔

☆ ''طلباء کے لیے ہدایات'' کے عنوان سے جو خانہ دیا گیا ہے اس میں درج ہدایات کو پڑھ کر سمجھیے۔

☆ جب استاد آپ کو درس دے رہے ہوں تو نئے الفاظ' نئے فقروں اور نئے موضوعات کے بارے میں استاد سے پوچھیے اور بحث و مباحثہ کے ذریعہ معلوم کیجیے۔

☆ کمرہ جماعت میں منعقد ہونے والے مباحثوں اور گروہی مشاغل میں آپ بھی شریک ہو کر مباحثہ میں حصہ لیں۔

☆ سبق کے آخر میں ''یہ کیجیے'' کے عنوان سے مشقین دی گئی ہیں انہیں آپ کو ازخود کرنا ہے۔ سوالوں کے جواب آپ کو خود لکھنا ہے کسی بھی صورت میں گائیڈ' اسٹڈی میٹر یل دیکھ کر سوالوں کے جواب نہ لکھیں۔ ورنہ تشکیلی جانچ (Formative Assessment) میں آپ کو نشانات نہیں دیے جائیں گے۔

☆ سبق میں دیے گئے منصوبہ کام، توصیف وستائش سے متعلق سوالوں کے جواب کو اپنے دوستوں کی مدد سے مکمل کر سکتے ہیں۔ ان امور کی تکمیل کے طریقہ کار کو اپنے استاد سے پوچھ کر معلوم کیجیے۔ ان کی تکمیل کے بعد آپ کو یہ ازخود بولنا ہوتا ہے کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ کیسے کیا ہے؟ اور کیا سیکھا ہے؟

☆ تخلیقی صلاحیت کے اظہار کے تحت جو امور دیے گئے ہیں انکی تکمیل کے طریقہ کار کو اپنے استاد سے پوچھ کر معلوم کیجیے۔ انہیں آپ کو کمرہ جماعت میں لکھ کر بتلانا ہے۔ اس پر بحث و مباحثے کے بعد ہی اپنی کاپیوں میں تحریر کریں۔

☆ زبان شناسی میں لفظیات کی مشقوں کو خود ہی مکمل کریں۔ مشکل باتوں کے تعلق سے ہی استاد سے سوال کر کے معلوم کریں۔

☆ زبان شناسی کے تحت قواعد کی مشقوں سے پہلے سمجھنے کے لیے مثالیں دی گئی ہیں۔ ان کے مطابق آسان الفاظ میں قواعد بیان کیے گئے ہیں۔ لہذا مثالوں کا بغور مطالعہ کر کے قواعد کو سمجھیں۔

☆ ہر سبق کے آخر میں ''کیا میں یہ کرسکتا/ کرسکتی ہوں'' کے عنوان سے چند فقرے دیے گئے ہیں۔ اگر آپ انہیں کرسکتے ہیں تو ''ہاں'' کی جگہ ✓ اور ''نہیں'' کہ جگہ ✗ کا نشان لگایے۔ جن امور کو آپ نہیں کر سکتے انہیں استاد کی مدد سے پورا کریں۔

☆ سرسری مطالعہ میں دیے گئے اسباق کا آپ خود مطالعہ کریں۔ اور ان کے متعلق آپس میں گفتگو کریں۔

☆ سبق سے متعلق دیگر کتابوں کو مدرسے کے کتب خانہ سے حاصل کر کے ان کا مطالعہ کریں۔

☆ لغت کو استعمال کرنے کی عادت ڈالیں۔ اخبارات، رسالے، کہانیوں کی کتابیں وغیرہ پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

☆ چند اسباق میں اداکاری کرنا، ڈرامے پیش کرنا، ایک بابی ڈرامہ پیش کرنا، گیت گانا، نظموں کو یاد کر کے ترنم سے پڑھنا وغیرہ دیے گئے ہیں۔ انہیں آپ ہر حال میں سیکھیں۔

☆ آپ کو چاہیے کہ مضمون نویسی' خطوط نویسی' نعرے' ورقیے' مکالمے' پوسٹرس کی تیاری وغیرہ لکھنے کے قابل ہو جائیں۔

☆ تخلیقی صلاحیت کے اظہار کے تحت دیے گئے امور کی تکمیل کے بعد انہیں جمع کر کے کتابی شکل دیجیے اور کمرہ جماعت میں پیش کیجیے۔

SCERT TELANGANA

یادداشت

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

SCERT TELANGANA

أنْوَارُ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ-1

عربی کی درسی کتاب (کمپوزٹ کورس)

جماعت نہم

FREE

ARABIC - Class - IX
(Composite Course)

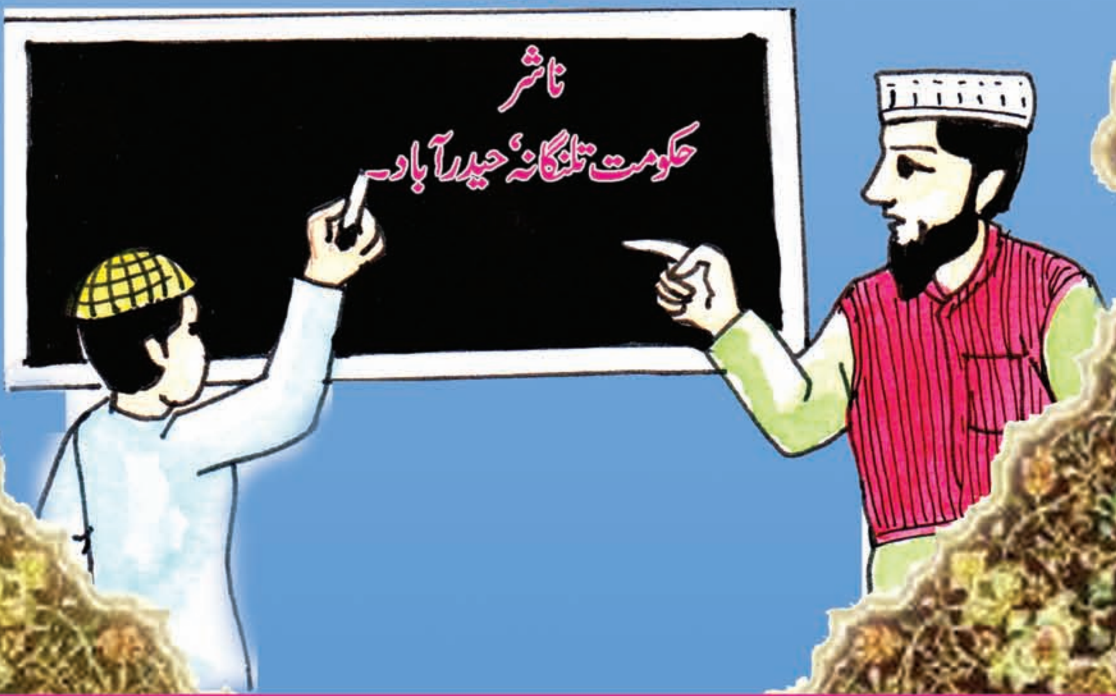

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔

أَنْوَارُ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ - 1

عربی کی درسی کتاب، جماعت نہم (کمپوزٹ کورس)

9th Class Arabic Text Book (Composite Course)

ایڈیٹوریل بورڈ

ڈاکٹر حافظ سید بدیع الدین صابری

پروفیسر شعبہ عربی، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد۔

ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی

اسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ عربی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد۔

ڈاکٹر محمد ذوالفقار محی الدین صدیقی

اسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ عربی، اورینٹل اردو کالج اینڈ ریسرچ سنٹر، حیدرآباد۔

کوآرڈینیٹرس

ڈاکٹر ایم.رما دیوی

لکچرر شعبہ لسانیات، ایس.سی.ای.آر.ٹی، تلنگانہ، حیدرآباد۔

محمد افتخار الدین شاؔد

اسکول اسسٹنٹ، گورنمنٹ ہائی اسکول، ٹپہ چبوترہ، حیدرآباد۔

مصورین

سی.ایچ.وینکٹ رمنا

معلم، یم پی پی ایس، ٹیکومٹلہ، سوریاپیٹ، تلنگانہ

کے.راگھواچاری

ڈرائنگ ماسٹر، ضلع پریشد ہائی اسکول، ملکاپور، چوٹپل، تلنگانہ

کمیٹی برائے فروغ و اشاعت درسی کتاب

ایس.جگناتھ ریڈی
ڈائرکٹر
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت
تلنگانہ، حیدرآباد

کے.کرشنا موہن راؤ
پروفیسر شعبہ نصاب و درسی کتاب
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت
تلنگانہ، حیدرآباد

وی.سدھاکر
ڈائرکٹر
گورنمنٹ ٹکسٹ بک پریس
تلنگانہ، حیدرآباد

ناشر حکومت تلنگانہ

تعلیم کے ذریعہ آگے بڑھیں
صبر و تحمل سے پیش آئیں

قانون کا احترام کریں
اپنے حقوق حاصل کریں

© **Government of Telangana, Hyderabad.**

First Published - 2016

New Impressions 2017, 2018, 2019, 2020

All rights reserved.

No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means without the prior permission in writing of the publisher, nor be otherwise circulated in any form of binding or cover other than that in which it is published and without a similar condition including this condition being imposed on the subsequent purchaser.

The copy right holder of this book is the Director of School Education, Hyderabad, Telangana.

This Book has been printed on 70 G.S.M. Maplitho,
Title Page 200 G.S.M. White Art Card

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے 2020-21

Printed in India
at **Director Telangana State Govt. Text Book Press**,
Mint Compound, Hyderabad,
Telangana State.

پیش لفظ

اسکولی تعلیم میں تحتانوی جماعتوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ سننے اور بولنے کی صلاحیت رکھنے والے بچے پڑھنا، لکھنا سیکھتے ہیں تاکہ وہ الفاظ اوران کے مفہوم سے آشنا ہوں، زبان کے مختلف اصناف پر مبنی اسباق پڑھ سکیں، الفاظ اور جملوں کی تشکیل سمجھ سکیں اور موقع و محل کی مناسبت سے ان کا استعمال کریں اور کسی بھی عام فہم موضوع پر اپنے الفاظ میں لکھ سکیں۔ لسانی مہارتوں سے تعلق رکھنے والی استعداد کے حصول سے دیگر مضامین کے سیکھنے میں آسانی ہوگی۔

درسی کتابیں استعداد کو فروغ دینے میں معاون ہوتی ہیں۔ بدلتے حالات اور ضروریات کے مطابق وقتاً فوقتاً ان میں تبدیلی لائی جاتی ہے۔ حال ہی میں نئی کتابیں تیار کرنے کے باوجود قانون حق تعلیم کے نفاذ کے بعد ان درسی کتابوں کا دوبارہ جائزہ لینا اور ان میں ترمیم و تبدیلی ضروری ہوگئی ہے۔ اس قانون کے مطابق درسی کتابوں، تدریسی سرگرمیوں، جانچ کے طریقوں اور کمرہ جماعت کے ماحول وغیرہ میں تبدیلی کے لیے ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت نے ریاستی درسیاتی خاکہ 2011 تیار کیا ہے۔ اس کے تحت زبان اور اس کی تدریس کا پوزیشن پیپر بھی تیار کیا گیا۔ اس کے بنیادی اصولوں کے مطابق عربی زبان کی نئی درسی کتب ترتیب دی گئی ہیں۔

اس نئی کتاب میں نہ صرف معلومات فراہم کی گئی ہیں بلکہ لسانی مہارتوں جیسے سننا، سمجھنا، موقع محل کے اعتبار سے بات چیت کرنا، پڑھنا اور سمجھ کر اظہار خیال کرنا، خود لکھنا، تخلیقی انداز میں اظہار کرنا، لفظوں پر عبور حاصل کرنا اور زبان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا جیسی استعداد کے حصول کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اس امر پر توجہ دی گئی ہے کہ زبان کی تدریس نہ صرف لسانی مہارتوں کے فروغ میں معاون ہو بلکہ انسانی اقدار، شخصیت کی نشو و نما اور قوت تخیل کو بھی فروغ دینے میں مددگار ثابت ہو۔ اس کے علاوہ غور و فکر پر مائل کرنے یعنی ردعمل ظاہر کرنے، مختلف زاویوں سے سوچنے، تجزیہ کرنے وغیرہ پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

ہر سبق کے آغاز سے قبل بچوں سے گفتگو کروانے، اور مباحثہ کے ذریعہ سبق کی جانب رغبت دلانے کے لیے موزوں تصویریں دی گئی ہیں۔ متعین جماعت واری لسانی استعداد کے حصول کے لیے ہر سبق کے اختتام پر "یہ کیجئے" کے تحت مشغلے و مشقیں دی گئی ہیں۔ مشغلوں کی نوعیت، انفرادی، گروہی یا کل جماعتی ہے۔

اس درسی کتاب کی تدوین میں شامل اساتذہ، ماہرین مضمون، مصورین، ڈی۔ٹی۔ پی لے آؤٹ ڈیزائنر، شعبہ نصاب اور درسی کتب کے اراکین کو میں مبارکباد دیتا ہوں۔ جامعہ عثمانیہ، اورینٹل فیکلٹی جامعہ عثمانیہ اور مولانا ابوالکلام آزاد یونیورسٹی کے اساتذہ صاحبان اور میسکو کے ڈائریکٹر کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس بات کی امید کرتا ہوں کہ یہ درسی کتاب درکار مہارتوں اور استعداد کو فروغ دینے میں معاون ہوگی۔

ڈائرکٹر

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت

تلنگانہ، حیدرآباد

ہدایات برائے اساتذہ

☆ عربی کی درسی کتابیں اس طرح ترتیب دی گئی ہیں کہ بچوں میں سننا، سوچ کر بولنا، روانی سے پڑھ کر، سمجھ کر اپنے الفاظ میں کہنا، خود سے لکھنا اور تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار جیسی استعداد کا حصول ممکن ہو سکے۔

☆ ہر سبق کا آغاز تصویری منظر، نظم، کہانی اور مکالموں سے ہوتا ہے۔

☆ تلفظ اور مخارج کی درست ادائیگی کا خاص خیال رکھیں۔

☆ سبق کے آغاز سے قبل دیے گئے تصویری منظر سے متعلق سے بچوں سے گفتگو کریں، ان سے غور و فکر پر مبنی سوالات کیے جائیں۔ اس کے بعد سبق کی تدریس شروع کی جائے۔

☆ نظم پڑھانے سے قبل اسے چارٹ یا تختہ سیاہ پر لکھیں۔ معلم، بچوں کو پہلے نظم پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد بچوں سے پڑھوائیں۔ نظم اداکاری سے پڑھنے کے لیے بچوں کو ریاض کروائیں۔

☆ سننا، بولنا، جیسی استعداد پر مبنی مشاغل، کل جماعت مشغلون کے طور پر کروائیں اور اس بات کی ترغیب دیں کہ تمام بچے کمرہ جماعت میں آزادانہ طور پر اظہار خیال کر سکیں۔

☆ طلبہ کو افعال، ضمائر و اسمائے اشارات کی گردانیں اچھی طرح ذہن نشین کروائیں۔

☆ پڑھنے، لکھنے کی استعداد پر مبنی مشاغل، گروہی مشاغل کے طور پر کروائیں۔

☆ حروف کو جوڑ کر لفظ بنانے کے چارٹ وغیرہ قبل از وقت تیار کر لیں، اور ان کا استعمال تدریسی و اکتسابی سرگرمیوں میں کریں۔

☆ پڑھنے، لکھنے کی استعداد پر مبنی مشاغل سے متعلق ہدایات سے بچوں کو واقف کروائیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ بچے انفرادی طور پر تحریری مشاغل کر پائیں۔

☆ عربی درسی کتاب کے علاوہ بچوں کے ہاں نوٹ بکس بھی ہونی چاہئیں روزانہ نوٹ بکس میں بچوں سے الفاظ لکھوائیں اور املا بھی لکھوائیں

☆ یہ درسی کتاب لفظی طریقے پر ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں بچوں کے ماحول اور حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بامعنی انداز میں عملی سرگرمیوں کے ذریعہ حروف تہجی سے واقف کروایا گیا ہے۔

☆ اس درسی کتاب میں زیادہ سے زیادہ الفاظ کا تعارف کروانے کے بجائے روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والے الفاظ کی بنیاد پڑھنے، لکھنے کے مشاغل ترتیب دیے گئے ہیں۔ مانوس و معروف الفاظ کے حروف سے نئے الفاظ بنانے اور ان الفاظ کا استعمال کے لیے مشاغل دیے گئے ہیں۔

☆ دوران تدریس ہمزۂ قطعی و ہمزۂ وصلی کا خاص خیال رہے۔

☆ بچوں کے اکتساب کو نہ صرف درسی کتاب تک محدود رکھیں، بلکہ ممکنہ حد تک زائد مواد مطالعہ و اکتسابی اشیاء استعمال کرتے ہوئے لسانی مہارتوں کے حصول کو ممکن بنائیں۔

دُعا

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنّا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہوجائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہوجائے
ہو مرے دم سے یوں ہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب
ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

میرے اللہ برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اُس رہ پہ چلانا مجھ کو

- علامہ اقبالؔ

ترانۂ ہندی

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا
گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشک جناں ہمارا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم ، وطن ہے ہندوستاں ہمارا

- علامہ اقبالؔ

قومی ترانہ

– رابندر ناتھ ٹیگور

جن گن من ادھی نایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا، ڈراوڑ، اتکل، ونگا
وندھیا، ہماچل، یمنا، گنگا، اُچ چھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے، تواشبھ آشش ماگے
گاہے تو جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیا ہے، جیا ہے، جیا ہے
جیا جیا جیا جیا ہے

عہد

– پئی ڈیمرّی وینکٹا سبّا راؤ

ہندوستان میرا وطن ہے۔تمام ہندوستانی میرے بھائی اور بہن ہیں۔ مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور میں اس کے عظیم اور گوناگوں ورثے پر فخر کرتا ہوں/کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ اس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کرتا رہوں گا/کرتی رہوں گی۔ میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزت کروں گا/کروں گی اور ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں جانوروں کے تئیں رحم دلی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں اپنے وطن اور ہم وطنوں کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے کا عہد کرتا ہوں/کرتی ہوں۔

مرتبین

ڈاکٹر ثمینہ تابش

اسسٹنٹ پروفیسر مانو، حیدرآباد۔

ڈاکٹر ایم ایم شرف عالم

اسسٹنٹ پروفیسر مانو، حیدرآباد۔

ڈاکٹر حافظ محمد مستان علی قادری

اسکول اسسٹنٹ اسلامیہ ہائی اسکول، سکندرآباد۔

ڈاکٹر حافظ محمد صابر پاشاہ قادری

اسکول اسسٹنٹ، گورنمنٹ ہائی اسکول، دارالشفاء، حیدرآباد

ڈاکٹر عاصم ریشماں

اسکول اسسٹنٹ، گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول، مغل پورہ، حیدرآباد۔

ڈاکٹر ایس ایم سراج الدین

ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ پرائمری اسکول، کھوکرواڑی، حیدرآباد۔

محمد منظور احمد

اُردو پنڈت، گورنمنٹ ہائی اسکول، دریچہ بواہیر، حیدرآباد۔

ڈاکٹر سید افتخار حسین

معلم عربی، مسلم ایجوکیشنل سوشل اینڈ کلچرل آرگنائزیشن، حیدرآباد

ڈی۔ٹی۔پی۔لے آوٹ ڈیزائننگ

ٹی محمد مصطفیٰ، بھولکپور، مشیرآباد، حیدرآباد۔

محمد ایوب احمد، ایس اے، ضلع پریشد ہائی اسکول، آتماکور، ضلع ونپرتی

شیخ حاجی حسین، امیرنٹ کمپیوٹیک، دلکش نگر، میڈچل

فہرست

سلسلہ نشان	عنوان	ماہ	صفحہ نمبر
1	ضمیر کا تعارف	مارچ-جون	1
2	مفعول کا تعارف	جولائی-اگست	9
3	فعل الأَمُر	ستمبر-اکتوبر	15
4	فعل النهى	نومبر-دسمبر	24
5	نصوص مُختاره	دسمبر-جنوری	34

اَلْحمدُ

مَنْ عَلَّمَ الْعُصْفُوْرَانْ
یَبْنِی عُشّاً فِی الشَّجَرِ

کَقَصْرِ مَلِکِ شَادَہُ
وَلَمْ یَضَعْ فِیْہِ حَجَر

مَنْ عَلَّمَ النَّحْلَۃَ اَنْ
تَجْنِیَ مِنَ الزَّھْرِ الْعَسَلْ

قُوْتًا لِاَیَّامِ الشِّتَاءِ
تَجْمَعُہ بِلاَ کَلَلْ

مَنْ عَلَّمَ الْبُلْبُلَ اَنْ
یَتْلُو اَطَائِبَ الْغِنَا

یَطْرُبُ کُلَّ خَاطِرٍ
بِکُلِّ لَحْنٍ حَسَنَا

اَمْ مَّنْ ھَدَی النَّمْلَۃَ اَنْ
تَجْمَعَ فِیْ الصَّیْفِ الطَّعَامْ

تَخْزُنُہٗ فِیْ وَکْرِ ھَا
لِحِیْنِہٖ عَلَی انْتِظَامْ

معلم کے لیے ہدایات:

☆ اس حمد کو ترنم سے پڑھیں اور پڑھائیں۔
☆ حمد کے اشعار کی تشریح کیجیے۔
☆ مختلف قسم کے پرندوں کے نام بچوں سے پوچھیں۔
☆ شہد کے استعمال کے فوائد کیا ہیں؟ بتلایے؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

1

ضمیر کا تعارف

☆ مندرجہ ذیل تصاویر کو غور سے دیکھیے۔

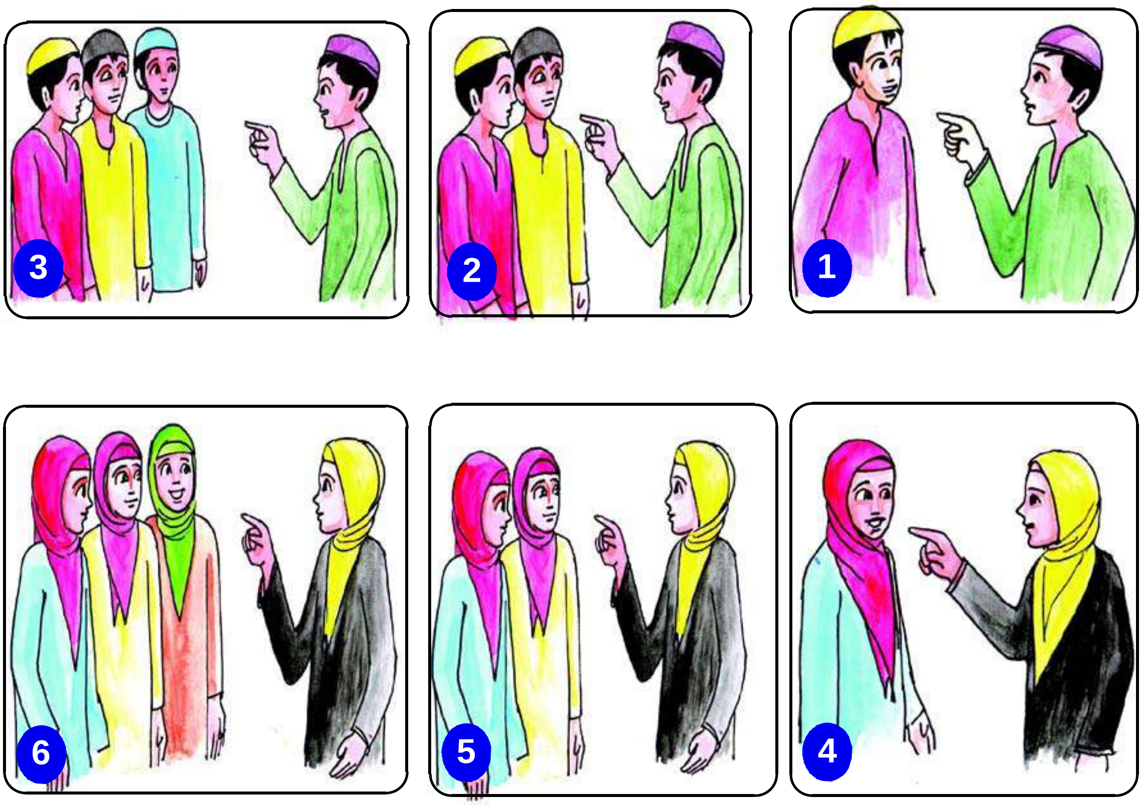

☆ ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

1. پہلی تصویر میں کتنے طالب علم سے مخاطب ہیں؟
2. دوسری تصویر میں کتنے طلبہ سے مخاطب ہیں؟
3. تیسری تصویر میں کتنے طلبہ سے مخاطب ہیں؟
4. چوتھی تصویر میں کتنی طالبہ سے مخاطب ہیں؟
5. پانچویں اور چھٹی تصویر میں کتنی طالبات سے مخاطب ہیں؟

بچوں کے لیے ہدایات

1. سبق پڑھیے اور ضمیر واحد مذکر کی نشاندہی کیجیے۔
2. سبق پڑھیے اور واحد مونث ضمیر کی نشاندہی کیجیے۔
3. سبق پڑھیے اور ضمیر متصل کی نشاندہی کیجیے۔
4. سبق پڑھیے اور ضمیر منفصل کی نشاندہی کیجیے۔
5. سبق پڑھیے اور جمع کی نشاندہی کیجیے۔
6. پہلے پیراگراف میں کون کونسی ضمائر کا استعمال کیا گیا ہے؟
7. دوسرے پیراگراف میں کون کونسی ضمائر کا استعمال ہوا ہے؟

هُو تِلْمِيْذٌ	هِيَ تِلْمِيْذَةٌ
هُوَ مُسْلِمٌ	هِيَ مُسْلِمَةٌ
اِسْمُهُ حَمِيْدٌ	اِسْمُهَارَشِيْدَةٌ
خُلُقُهُ طَيّبٌ	خُلُقُهَا اَيْضاً طَيّبٌ

فِيْ يَدِهِ مِحْفَظَةُ الْكُتُبِ–فِيْهَا كُتُبُهُ،فِيْ يَدِهَامِحْفَظَةٌ فِيْهَا كُتُبُهَا وَ كُرَّاسَا تُهَا وَاَقْلاَ مُهَا وَ مِبْرَأ تُهَا وَ مَحَّا يَتُهَا.

أَهِيَ ذَاهِبَةٌ اِلَى الْمَدْرَسَةِ.

نعم ، هِيَ ذَاهِبَةٌ اِلَى الْمَدْرَسَةِ.

أَ هِيَ ذَاهِبَةٌ بِغَيْرِ حِجَاب

لاَ ؛ هِيَ مُسْلِمَةٌ : هِيَ ذَاهِبَةٌ بالْحِجَابِ

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

حافِلةُ الْمَدرُسَةِ وَ اقِفَةٌ اَما مَهَا، وَ مَعَهَااِمْرَاةٌ

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ يَا اَصْدِقَانِیْ.

وَعَلَيْكَ السَّلامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ يَامَجِيْدُ.

كَيْفَ اَنْتُمْ ، نَحْنُ بِالْخَيْرِ.

مِنْ اَيْنَ اَنْتُمْ؟ نَحْنُ مِنْ مَدْرَسَتِنَا.

أهٰذِهِ مَدْرَسَتُكُمْ ؟ نَعْم! هٰذِهِ مَدْرَسَتُنَا.

هَلْ هِیَ قَرِيْبَةٌ ، نَعْمَ هِیَ قَرِيْبَةٌ.

اَفِيْهَا الْيَوْمَ لَعِبٌ ،

لاَ : مَافِيْهَا لَعِبٌ.

هَلْ تَعْلِيْمُهَا جَيِّدٌ.

نَعْم، تَعْلِيْمُهَا جَيِّدٌ.

مَاشُغْلُكُمْ اَلْآن؟

اَلآنَ شُغْلُنَا لَعِبٌ.

هَلْ اِمْتِحَانُكُمْ قَرِيْبٌ؟

نَعْم، اِمْتَحَانُنَا قَرِيْبٌ.

اَيْنَ فَرِيْدٌوَرَشِيْدٌ وَ سَعِيْدٌ.

هُمْ فِیْ مُمْبَائِیْ.

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

یہ کیجیے

I. سنیے-بولیے

1. اس سبق میں کون کون سی ضمائر کا استعمال ہوا ہے؟
2. اس سبق میں ضمیر متصل کس کے ساتھ منسلک ہے؟
3. اس سبق میں ضمیر منفصل کس کے ساتھ منسلک ہے؟
4. اس سبق میں ضمائر جمع کا بھی استعمال ہوا ہے یا نہیں؟
5. اس سبق میں گفتگو کے آغاز پر کن ضمائر کا استعمال ہوا ہے؟

II. روانی سے پڑھیے

الف) 1. سبق میں ایسے ضمائر کی نشاندہی کیجیے جو طالب علم کو ظاہر کرتے ہیں۔

2. سبق کے پہلے پیراگراف میں طالب علم کی اشیاء سے متعلق گفتگو کی گئی اس کی نشاندہی کیجیے۔

ب) سبق پڑھیے اور حسب ذیل کلمات کو مکمل کیجیے۔

(۱) اِسْمُهَا ________ اِسْمُهُ ________

(۲) هُوَ ________ هِیَ ________

(۳) اَنَا ________ نَحْنُ ________

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 21-2020

III. سوچیے اور لکھیے

(الف) ضمیر هُوَ – اَنْتَ – اَنَا کس کے لیے استعمال کی جاتی ہے؟

(ب) ضمیر هِیَ – اَنْتِ – اَنَا کس کے لیے استعمال کی جاتی ہے؟

(ج) اسم کے ساتھ آنے والی ضمائر بتائیے۔

(د) فعل کے ساتھ آنے والی ضمائر بتائیے۔

(ھ) جمع مذکر و مونث والی ضمیر کی نشاندہی کیجیے۔

IV. لفظیات

نیچے ضمیر اور اس کی قسموں کا ذکر کیا جا رہا ہے' اسے غور سے پڑھیے اور سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

ضمیر: وہ اسم معرفہ ہے جو ایسے متکلم' مخاطب یا غائب کے لیے استعمال ہو جس کا ذکر پہلے آ چکا ہو۔

جیسے اَنَا (میں) نَحْنُ (ہم) اَنْتَ (تو) هُوَ (وہ)

ضمیر کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ضمیر متصل (۲) ضمیر منفصل

ضمیر متصل: اس ضمیر کو کہتے ہیں جو دوسرے کلمے کے ساتھ ملے بغیر استعمال نہ ہوتی ہو۔ یہ ضمیر کبھی فعل کے ساتھ آتی ہے جیسے: ضَرَبَهُ (اس نے اس کو مارا) اور کبھی اسم کے ساتھ آتی ہے۔

جیسے: کِتَابُهُ (اس کی کتاب) اور کبھی حرف کے ساتھ آتی ہے جیسے بِهٖ (اس کے ساتھ)

ضمیر منفصل: اس ضمیر کو کہتے ہیں جس کا استعمال دوسرے کلمے کے ساتھ ملائے بغیر ہوتا ہو

جیسے هُوَ (وہ) هُمْ (وہ سب)

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

☆ حسب ذیل سوالات کے جوابات لکھیے۔

(الف) متکلم، مخاطب، غائب والی ضمائر بتائیے؟

(ب) ضمائر کی کتنی قسمیں ہیں؟

(ج) دوسرے کلمے کے ساتھ ملے بغیر استعمال ہونے والی کون سی ضمیر ہے؟

(د) کلمے کے ساتھ مل کر استعمال ہونے والی ایک ضمیر کا نام بتائیے۔

☆ دیے گئے سوالات کو لکھیے اور سمجھیے۔

(الف) معلم کی مدد سے ضمیر مرفوع منفصل لکھیے اور سمجھیے۔

غائب

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	هُوَ	هُمَا	هُمْ
مونث	هِیَ	هُمَا	هُنَّ

حاضر

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	انتَ	اَنْتُمَا	اَنْتُم
مونث	اَنْتِ	اَنْتُمَا	اَنْتُنَّ

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

متکلم مشترک

	واحد	تثنیه	جمع
مذکر	اَنَا	نَحْنُ	نَحْنُ
مونث	اَنَا	نَحْنُ	نَحْنُ

۷. زبان شناسی

(الف) ذیل کے جملے پڑھیے اور ضمیر کی نشاندہی کیجیے۔

(۱) حَافِلَةُ الْمَدْرَسَةِ وَ اقِفَةٌ اَمَا مَهَا

(۲) اَلْكِتَابُ جَدِيْدٌ– هُوَرَخِيْصٌ

(۳) اَلْمَدْرَسَةُ شَهِيْرَةٌ– هِیَ جَدِيْدَةٌ

(۴) اَنَاتِلْمِيْذٌ وَاَنْتِ تِلْمِيْذَةٌ

(۵) نَحْنُ تَلاَمِيْذُ وَاَنْتَ مُهَنْدِسٌ

(٦) اَلْجَامِعَةُ بَعِيْدَةٌ وهِیَ كَبِيْرَةٌ

2

مفعول کا تعارف

☆ مندرجہ ذیل تصاویر کو غور سے دیکھیے۔

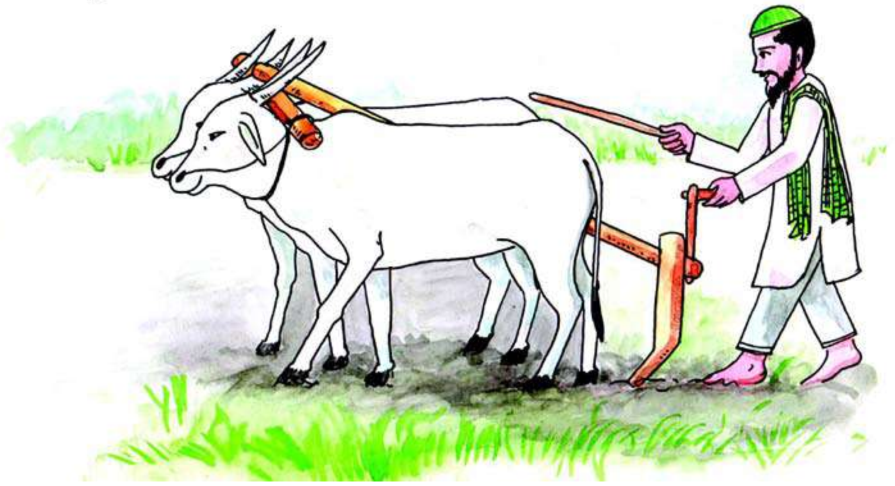

☆ ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

1. تصویر میں کام کو ظاہر کرنے والے الفاظ بتائیے۔
2. کام کو ظاہر کرنے والے الفاظ کو کیا کہتے ہیں؟
3. کام کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟
4. کام کا اثر جس پر ہو اس کو کیا کہتے ہیں؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 21-2020

بچو! ایسا کیجیے۔

1. مفعول به پر مشتمل عبارت کو تلاش کیجیے۔
2. سبق میں مفعول به کو مذکر اور مونث ہونے کے اعتبار سے علحدہ کیجیے۔
3. سبق میں موجود مفعول فیه پر توجہ دیں۔
4. سبق میں موجود مفعول مطلق پر غور کریں۔
5. جس عبارت میں مفعول فیه ہے اس کی نشاندہی کیجیے۔
6. عبارت میں موجود مفعول مطلق کی نشاندہی کیجیے۔

كَتَبَ طَالِبُ الصَّفِّ الدَّرْسَ. كَتَبَ طَالِبُ الصَّفِّ الْجَدِيْدِ الدَّرْسَ الْجَدِيْدَ، كَتَبَ طَالِبُ الصّفِ الجَدِيْدِ دَرْسَ أَمْسِ فِيْ كُرَّاسَةِ الزَّمِيل، كَتَبَ طَالِبُ هٰذِهِ الْجَامِعَةِ الْجَدِيْدَةِ مَعَانِى كَلِمَاتِ مُحَاضرَةِ أَمْسِ بِقَلَمِ الزَّمِيْلِ الْجَدِيْدِ فِى كُرَّاسَةِ طَالِبِ هَذا الصّفِ.

اَكَلَ الْوَلَدُ الْخُبْزَ، أَكَلَتِ الْبِنْتُ الْخُبْزَ، شِرِبَ الْوَلَدُالْمَاءَ، شَرِبَتِ الْبِنْتُ الْمَاءَ، قَرَأَالتّلْمِيْذُ الدَّرْسَ، قَرَأَتِ التِّلْمِيذةُ الدّرْسَ، كَتَبَ الموَظَّفُ التَّقْرِيْرَ، كَتَبَ الْمُوظَّفَةُ التَّقْرِيْرَ، طَبَخَ الطّبَاخُ الإِدَامَ، طَبَخَتِ الطّبَّاخَةُ الإِدَامَ.

فَرَشَ الْمُضِيْفُ السُّفْرَةَ – فَرَشَتِ الْمُضِيْفَةُ السُّفْرَةَ غَسَلَ الْخَادِمُ الْقَمِيْصَ، غَسَلَتِ الْخَادِمَةُ الْقَمِيْصَ، وَ تَأكُلُونَ التُّراثَ أكلاً لَّمًّا – وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا كَلَّا اِذَادُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا. وسَلِّمُوْاتَسْلِيْمًا. وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا. يَحْضُرُ اَحْمَدُ غَدًا– تُهَاجِرُ الطُّيُوْرُ شِمَالاً، جَلَسَ الْحَارِسُ اَمَامَ العِمَارَةِ، شَرِبَ الْمَرِيْضُ الدَّوَاءَ لَيْلاً، حَمَلَ طَارِقٌ حَقِيْبَتَهُ صَبَاحاً يَقْصُدُ مَدْرَسَتَهُ الْوَاقِعَةَ وَسْطَ الْحَيِّ.

یہ کیجیے

I. سنیے-بولیے

1. اس سبق میں کن کن مفاعیل کا ذکر کیا گیا ہے؟
2. کیا اس سبق میں مذکر و مونث کا تذکرہ ہے؟
3. کیا اس سبق میں مفعول بہ کا تذکرہ ہے؟
4. کیا اس سبق میں مفعول فیہ کا تذکرہ ہے؟
5. کیا اس سبق میں مفعول مطلق کا تذکرہ ہے؟
6. مفعول مطلق پر مشتمل ایک قرآنی آیت لکھیے۔

II. روانی سے پڑھیے

الف) 1. سبق میں مفعول بہ کی نشاندہی کیجیے اور مثال لکھیے۔

____

2. سبق کا دوسرا پیراگراف پڑھیے اور بتایئے کہ اس پیراگراف میں کون سے مفاعیل کا استعمال ہوا ہے۔

____

ب) سبق پڑھیے اور حسب ذیل جملوں کو مکمل کیجیے۔

(۱) كَتَبَ طَالِب _______________

(۲) وَتَأْكُلُونَ التُّراثَ _______________

(۳) يَحْضُرُ أَحْمَدُ _______________

(۴) أَكَلَ الْوَلَدُ _______________

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

III. سوچیے اور لکھیے

(الف) مفعول بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل اثر پڑے۔ جیسے: ______________________

(ب) مفعول مطلق: وہ اسم منصوب ہے جو اپنے فعل کا مصدر یا اس کا ہم معنی ہو جیسے: ______________

(ج) مفعول فیہ: وہ اسم منصوب ہے جو کام کا زمانہ یا جگہ بتائے جیسے: ______________________

IV. لفظیات

(الف) دی گئی مثالوں کا مشاہدہ کیجیے اور مفاعیل کی نشاندہی کیجیے۔

۱. أَكَلَ الْوَلَدُ الْخُبْزَ

۲. أَكَلَتِ الْبِنْتُ اَلْخُبْزَ

۳. وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا

۴. يَحْضُرُ اَحْمَدُ غَداً

(ب) ذیل میں چند مثالیں دی گئی ہیں۔ آپ مزید چند مثالیں لکھیے جن میں مفاعیل کا ذکر ہو۔

وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا (سورة لقمان ۳۴)

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا

زرتُ المدينة زيارتين

أَبْصَرَ الرَّجُلُ الْهِلاَلَ

وَعَظَ الإِمَامُ الناسَ

قَرَأَ حَامِدٌ الدرسَ

(ج) دی گئی مثال کا مشاہدہ کیجیے اور جدول مکمل کیجیے۔

قرأ حامدٌ	
وعظ الامام	
زرتُ المدینة	
وماتدری نفس ماذا	

☆ دیے گئے سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. فعل کا اعراب کیا ہوتا ہے۔
2. فاعل کا اعراب کیا ہوتا ہے۔
3. مفعول کا اعراب کیا ہوتا ہے۔
4. اگر آپ کو مفاعیل کے بارے میں معلومات ہو تو اپنے ساتھی کو بھی ان کے بارے میں سمجھایئے، کیونکہ وہ کل جماعت سے غیر حاضر تھا۔
5. کیا آپ کو معلوم ہے کہ مفعول کس کے بعد آتا ہے؟ اپنے ساتھی کو بھی سمجھایئے۔
6. کیا آپ کو معلوم ہے کہ کبھی کبھی مفعول فاعل اور فعل سے پہلے آ سکتا ہے؟
7. کیا آپ جانتے ہیں کہ مفعول، ضمیر بھی ہوتا ہے مثال : رَأَیتُه۔

V. زبان شناسی

مفعول به : وہ اسم ہے جس پر فاعل کے فعل کا اثر پڑے جیسے: قرأ حامدٌ، الدرسَ

☆ مفعول به منصوب ہوتا ہے

☆ مفعول به اسم ظاہر بھی ہوتا ہے جیسے : أُکل الولدُ الخبزَ

☆ مفعول به ضمیر بھی ہوتا ہے جیسے : رَأَیتُهُ

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

☆ مفعول بہ فاعل کے بعد آتا ہے۔کبھی کبھی فاعل سے پہلے اور کبھی کبھی فعل سے پہلے بھی آجاتا ہے اگر اشتباہ کا اندیشہ نہ ہو جیسے: اكل الخبز محمد اور زيدًا ضَرَبْتُه‘

مفعول مطلق: وہ اسم منصوب ہے جو مصدر ہو اور کسی فعل کے بعد آئے اور اسی فعل کے لفظ سے ہو یا اس کا ہم معنی ہو۔

مفعول مطلق کا استعمال تین مقاصد کے لیے ہوتا ہے۔

۱. تاکید کے لیے جیسے نام الطفل نومًا

۲. کام کی نوعیت بیان کرنے کے لیے جیسے وثب الرجلُ وثوبَ الاسدِ.

۳. کام کی تعداد بیان کرنے کے لیے جیسے زرتُ المدينةَ زيارتَينِ.

مفعول فيه: وہ اسم منصوب ہے جو کام کا زمانہ یا جگہ بتائے جیسے حضرتُ اليومَ لزيارتِكم، دخلتُ المسجدَ.

مفعول فيه کو ظرف بھی کہتے ہیں۔ظرف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ظرف زمان (۲) ظرف مكان

3

فعل الأَمُر

☆ مندرجہ ذیل تصاویر کو غور سے دیکھیے۔

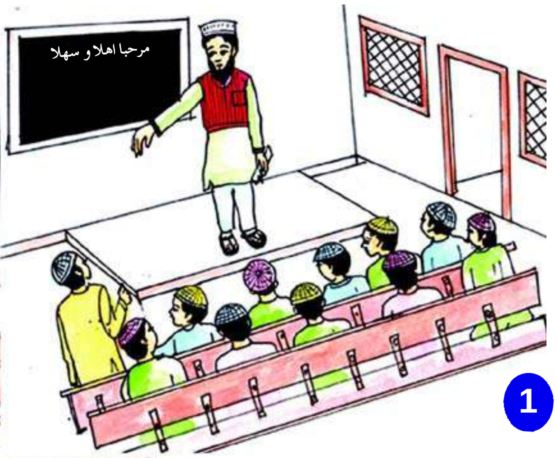

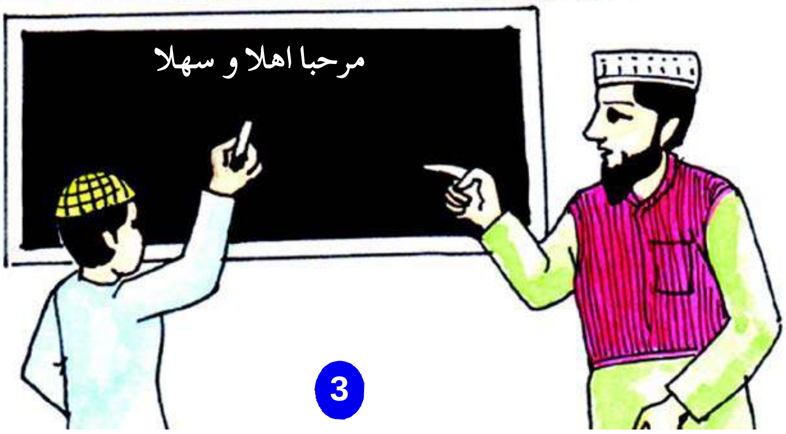

☆ ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

1. یہ تصویریں کس چیز کو ظاہر کر رہی ہیں؟
2. ان تصاویر میں حکم دینے والا کون ہے؟
3. پہلی تصویر میں کس بات کا حکم دیا جا رہا ہے؟
4. دوسری تصویر میں کہاں آنے کی اجازت دی جا رہی ہے؟
5. تیسری تصویر میں معلم طالب علم کو کیا ہدایت دے رہا ہے؟

بچو! ایسا کیجیے۔

1. سبق پڑھیے فعل امر مذکر پر توجہ دیجیے۔
2. خط کشیدہ الفاظ کے معانی تلاش کیجیے یا اپنے دوستوں اور اساتذہ سے معلوم کیجیے۔
3. سبق کی تصویریں دیکھیے۔ سبق میں موجود مواد کا تصور کیجیے۔

اَیُّھاَ الْوَلَدُ! اِنْھَضْ مِنَ النَّوْمِ صَبَاحاً – وَاعْبُدْرَبَّكَ – وَكُلْ وَاشْرَبْ وَالْبَسْ ثِيَابَكَ وَاذْهَبْ اِلَى الْمَدْرَسَةِ – وَاجْلِسْ فِى الصَّفِّ بِالْاَدَبِ – وَاُقْرَأْ دَرْسَكَ وَافْهَمْهُ –

اُرْجِعُوْا اَيُّهَا الْاَوْلَادُ اِلَى الْبُيُوْتِ – وَاخْلَعُوْا ثِيَابَ الْمَدْرَسَةِ وَاغْسِلُوْ وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ وَاعْبُدُوْارَبَّكُمْ – وَاشْرَبُوْاالشَّاىَ – فَاخْرُجُوْااِلَى الْمَيْدَانِ وَالْعَبُوْا مَعَ اَصْدِقَائِكُمْ – ثُمَّ اُرْجِعُوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ – وَاعْبُدُوْاللّٰهَ – وَاكْتُبُوْا فُرُوْضَ الْمَدْرَسَةِ – وَكُلُوْاوَاشْرَبُوْا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ – فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَارْقُدُوْااِلَى الْفَجْرِ.

یہ کیجیے

I. سنیے-بولیے

1. اس سبق میں کس بات کی اہمیت بتلائی گئی ہے؟
2. لڑکے کو کس بات کا حکم دیا جارہا ہے؟
3. لڑکے کو جماعت میں کس طرح بیٹھنے کا حکم دیا جارہا ہے؟
4. کس کی عبادت کرنے کا حکم دیا جارہا ہے؟
5. کس چیز کو سمجھنے کا حکم دیا جارہا ہے؟
6. کس چیز کو پہننے کا حکم دیا جارہا ہے؟
7. دوستوں کے ساتھ کیا کرنے کا حکم دیا جارہا ہے؟
8. کس نماز سے پہلے واپس ہونے کا حکم دیا جارہا ہے؟
9. نمازِ مغرب کے بعد کس چیز کے کرنے کا حکم دیا جارہا ہے؟
10. رات کو سونے کے بعد کب اٹھنے کا حکم دیا جارہا ہے؟

II. روانی سے پڑھیے

الف) 1. سبق میں فعل امر کی نشاندہی کیجیے۔

____

2. سبق کا دوسرا پیراگراف پڑھیے اور بتایئے کہ اس پیراگراف میں کون سا سبق پڑھنے اور سمجھنے کا حکم دیا گیا ہے؟

____

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

ب) سبق پڑھیے اور مندرجہ ذیل عبارت کو مکمل کیجیے۔

(۱) اَیُّھَا الْوَلَدُ! اِنْھَضْ مِنَ __________ وَاعْبُدْرَبَّکَ وَکُلْ وَاشْرَبْ

__________ وَاذْھَبْ اِلَی الْمَدْرَسَۃِ وَاجْلِسْ __________

وَاقْرَأْ دَرْسَکَ __________.

(۲) اِرْجِعُوْا __________ وَاخْلَعُوْا __________

وَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ __________ وَاعْبُدُوْا __________ وَاشْرَبُوْاالشَّایَ

فَاخْرُجُوْا __________ وَالْعَبُوْا __________

(۳) ثُمَّ اُرْجِعُوْا __________ وَاعْبُدُوْ __________

وَاکْتُبُوْا __________ وَکُلُوْا __________ مِنَ __________

فَاعْبُدُوْا __________

III. سوچیے اور لکھیے

(الف) لڑکا صبح نیند سے بیدار ہونے کے بعد کیا عمل کرتا ہے؟

(۲) لڑکا نماز پڑھنے کے بعد کس طرف توجہ دیتا ہے؟

(۳) سبق پڑھتے وقت لڑکا کس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے؟

(۴) سبق کو مختصراً اپنے الفاظ میں لکھیے؟

(۵) اگر لڑکا اس سبق پر توجہ نہ دے تو کیا نقصان ہوگا؟

IV. لفظیات

(الف) مندرجہ ذیل الفاظ کو سبق میں تلاش کیجیے۔

کل　　البس　　اذهب　　قرء　　انهض

(ب) ذیل میں چند امر دیے گئے ہیں۔ آپ مزید چند صیغے لکھیے جو امر سے متعلق ہوں۔

مثال: انهض　　اشرب　　اذهب　　اقرء

(ج) دی گئی مثالوں میں غور کیجیے اور ان سے مونث کے صیغے بنا کر جدول کو پر کیجیے۔ (جیسے : انهض - انهضی)

انهض	
اشرب	
اذهب	
اقرء	
اغسل	
اجلس	

☆ دیے گئے سوالات کے جوابات دیجیے

1. لڑکے کو صبح نیند سے بیدار ہونے کے بعد کیا کیا کرنے کو کہا گیا ہے؟

2. ذیل کے اشاروں کی مدد سے مونث امر بنائیے۔

ا　　ذ　　ه　　ب　　ی

ا　　ش　　ر　　ب　　ی

3. جماعت میں لڑکے کو کس طرح سمجھنے کا حکم دیا گیا ہے؟

4. مدرسہ سے واپسی کے بعد کیا حکم دیا گیا ہے؟

5. مدرسہ کا وقت ختم ہونے کے بعد کہاں واپسی کا حکم دیا گیا ہے؟

6. گھر پر مدرسے کے کس عمل کو کرنے پر زور دیا گیا ہے؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

۷. زبان شناسی

فعل امر:

فعل امر وہ فعل ہے جس کے ذریعے کسی کام کا حکم دیا جائے۔ حکم چوں کہ زیادہ تر حاضر کو دیا جاتا ہے۔ اس لیے امر حاضر کے صیغے زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ ورنہ امر غائب اور متکلم سے بھی آتا ہے۔

امر حاضر بنانے کا طریقہ:

(۱) امر حاضر، مضارع حاضر کے صیغوں سے بنتا ہے۔

(۲) امر بنانے کے لیے علامتِ مضارع کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

(۳) پہلا حرف ساکن ہونے کی وجہ سے شروع میں ہمزۂ وصل بڑھا دیتے ہیں۔ اگر پہلا حرف متحرک ہو تو کچھ بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۴) عین کلمہ اگر مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزۂ وصل کو کسرہ دیا جائے گا۔ اور اگر عین کلمہ مضموم ہو تو ہمزۂ وصل کو ضمہّ دیا جائے گا۔

(۵) آخری حرف کو ساکن کر دیا جائے گا۔ آخر میں اگر حرف علت ہو تو اس کو ہٹا دیا جائے گا۔

جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ

تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ

تَدْعُوْ سے اُدْعُ

تَرْمِیْ سے اِرْمِ وغیرہ

گردان فعل امر حاضر

صیغے	گردان	معنی
واحد	اِفْعَلْ	تو ایک مرد کر
تثنیہ	اِفْعَلَا	تم دو مرد کرو
جمع	اِفْعَلُوْا	تم سب مرد کرو

واحد	اِفْعَلِی	تو ایک عورت کر
تثنیہ	اِفْعَلَا	تم دو عورتیں کرو
جمع	اِفْعَلْنَ	تم سب عورتیں کرو

☆ جب غائب اور متکلم سے حکم دینے کے انداز میں بات کرنی ہو تو اس وقت فعل مضارع کے غائب اور متکلم کے صیغوں سے بھی فعل امر بنایا جاتا ہے۔

فعل امر غائب اور متکلم بنانے کا قاعدہ

اس کا قاعدہ یہ ہے کہ فعل مضارع معروف کے شروع میں لام ِ امــر (لِ) لگایا جاتا ہے اور آخری حرف کو ساکن کر دیا جاتا ہے آخر میں اگر حرف علّت ہو تو اسے ہٹا دیا جاتا ہے۔

جیسے یَفْتَحُ سے لِیَفْتَحْ اور یَرْمِی سے لِیَرْمِ وغیرہ

گردان فعل امر غائب و متکلم

صیغے	گردان	معنی
واحد	لِیَفْعَلْ	چاہیے کہ وہ ایک مرد کرے
تثنیہ	لِیَفْعَلَا	چاہیے کہ وہ دو مرد کریں
جمع	لِیَفْعَلُوْا	چاہیے کہ وہ سب مرد کریں
واحد	لِتَفْعَلْ	چاہیے کہ وہ ایک عورت کرے
تثنیہ	لِتَفْعَلَا	چاہیے کہ وہ دو عورتیں کریں
جمع	لِیَفْعَلْنَ	چاہیے کہ وہ سب عورتیں کریں
واحد	لِاَفْعَلْ	چاہیے کہ میں کروں
تثنیہ	لِنَفْعَلْ	چاہیے کہ ہم کریں

مشق ۱ :

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

(ا) مندرجہ ذیل افعال کو فعل امر میں تبدیل کیجیے۔

(۱) يَذهَبُ

(۲) يَنصُرُ

(۳) يَجلِسُ

(۴) يَفتَحُ

(۵) يَسمَعُ

(۶) يَنظُرُ

(۷) يَعلَمُ

(۸) يَعمَلُ

(۹) يَحمَدُ

(۱۰) يَمدَحُ

مشق ۲ :

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔

(۱) فعل امر کسے کہتے ہیں؟

(۲) فعل امر حاضر بنانے کا قاعدہ لکھیے۔

(۳) فعل امر غائب و متکلم بنانے کا قاعدہ لکھیے۔

مشق ۳ :

مندرجہ ذیل جملوں میں فعل امر کو الگ کیجیے، صیغے بتائیے اور جملوں کا ترجمہ بھی کیجیے۔

(۱) اُخرُجنَ إلى الحقولِ.

(۲) اِفتَحا نوافذَ الحُجرةِ.

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

(۳) اِجْمعَوُا ثمارَ البُستانِ.

(۴) اِحْفَظِی دَرْسَكِ.

(۵) اِقْرأ هَذَا الْكِتَابَ.

(٦) أكتُبُ الدرسَ.

مشق ۴ :

خالی جگہوں کو مناسب فعل امر کے ذریعے پر کیجیے۔

(۱) ____________ اللَّعِبَ.

(۲) ____________ الدرس.

(۳) ____________ اللّٰہ

(۴) ____________ على الْمَقْعَدِ.

(۵) ____________ الضُّيُوفَ.

مشق ۵ :

مندرجہ ذیل جملوں کا عربی میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) ماں باپ کی اطاعت کرو۔

(۲) کاہلی چھوڑو۔

(۳) فاطمہ! میری بات سنو!

(۴) حامد! اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔

(۵) تم سب صبح سویرے اٹھو۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

4

فعل النہی

☆ مندرجہ ذیل تصویر کو غور سے دیکھیے۔

☆ ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

1. تصویر میں کیا دکھائی دے رہا ہے؟
2. بچہ کیا کر رہا ہے؟
3. آدمی کیا کر رہا ہے؟
4. آدمی بچے کو کیوں روک رہا ہے؟
5. کسی کو کسی کام کے کرنے سے روکنے کو کیا کہا جاتا ہے؟

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

بچو! ایسا کیجیے۔

1. سبق پڑھیے فعل نہی کی نشاندہی کیجیے۔
2. خط کشیدہ الفاظ کے معنی کتاب کے آخر میں دی گئی فرہنگ میں تلاش کیجیے یا اپنے ساتھیوں یا اساتذہ سے معلوم کیجیے۔
3. فعل نہی وہ فعل ہے جس کے ذریعے کسی کام سے روکا جائے ہیں
4. اس سبق میں فعل نہی کی نشاندہی کیجیے۔

اَیُّھاالوَلَدُ: لَا تَذْھَبْ اِلَی الْمَدْرَسَةِ بِالتَّاخِیرِ وَلَا تَضْحَكْ عَلٰی اَحَدٍ وَّلَاتَمْزَحْ دَائِماً وَلَاتَحْزَنْ وَلَاتَکْسَلْ ،

اَیُّھَاالْاَوْلَادُ: لَا تَکْذِبُوا ، فَاِنَّ الْکِذْبَ خَصْلَةٌ مَّذْمُومَةٌ، وَلَا تَقْرَؤُا وَقْتَ اللَّعِبِ وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ اَشْیَاءَ هُمْ، وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللّٰهِ اِلٰھًا اٰخَرَ، لَاتَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَالِلْقَمَرِ – وَلَا تَتْرُکُوا الصَّلٰوةَ اَبَدًا– وَاسْکُتُوا وَلَاتَمْزَحُوا ،اُنْصُرُوا الْمَسَاکِیْنَ وَارْحَمُوھُمْ وَلَا تَظْلِمُوھُمْ ، وَلَا تَکْذِبُوا فَاِنَّ الْکِذْبَ مَذْمُومٌ

یہ کیجیے

ا. سنیے-بولیے

1. یہ سبق کس چیز سے متعلق ہے؟
2. اس سبق سے آپ کیا نصیحت حاصل کی ہے؟
3. تاخیر سے مدرسے جانے کے کیا نتائج ہوتے ہیں؟
4. اس سبق میں کس چیز کو ترک کرنے کو کہا گیا ہے؟
5. کیا نماز وقت پر ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے؟
6. اس سبق میں آسمانی دو چیزیں کیا ہیں جن کو سجدہ نہیں کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟
7. کیا کمرہ جماعت میں ہنسی اور مذاق کرنا چاہیے؟

II. روانی سے پڑھیے

الف) 1. سبق میں فعل نہی کتنی بار استعمال ہوا ہے؟

2. مساکین پر رحم کرنے اور ان پر ظلم نہ کرنے کی عبارت لکھیے۔

ب)

1. سبق میں لڑکے سے متعلق جملہ تحریر کیجیے۔

2. جھوٹ مت بولو کیونکہ جھوٹ بُری عادت ہے اس عبارت کو تحریر کیجیے۔

3. اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ بنانے والی عبارت تحریر کیجیے۔

ج) سبق پڑھیے فعل نہی کے ذریعہ کن کن امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ان کو جدول میں لکھیے۔

سلسلہ نشان	مثال : لاتذھب : مت جا
1	
2	
3	
4	
5	

III. سوچیے اور لکھیے

(الف) مندرجہ ذیل جملوں کو عربی میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) پڑھنے کو کھیل مت بناؤ۔

(۲) یتیم کا مال مت کھاؤ

(۳) کسی کام میں سستی مت کرو۔

(۴) دیر سے مت اٹھو۔

(۵) شیطان کی پرستش مت کر۔

(۶) کسی کو مت مار۔

(۷) کام کرو سستی نہ کرو۔

(۸) استاذ کے سامنے مت ہنسو۔

IV. لفظیات

(الف) مثال کی مدد سے جملہ مکمل کیجیے۔

(۱) لاتلعبوا ________________

(۲) لاتمنعوا ________________

(۳) لاتمزح ________________

(۴) ولاتَعْبُدْ ________________

(۵) لاتاخذوا ________________

(ب) مندرجہ ذیل جملوں کو عربی میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) مت کھیلو ________________

(۲) منع نہ کرو ________________

(۳) مت ہنسو ________________

(۴) عبادت مت کرو ________________

(۵) نہ لو ________________

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 21-2020

(ج) ذیل میں دی گئی عبارت کو مناسب لاء نھی کے ذریعے مکمل کیجیے۔

(الف) ______ تقطف الازھار.

(ب) ______ تضرب الكلب.

(ج) ______ تكُتُبُ على الجدار.

(د) ______ تشرب الشاى.

(ہ) ______ تذهب الى المدرسة بالتّأخير.

☆ دیے گئے سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. آپ مدرسہ کو وقت پر جائیں گے یا نہیں؟
2. کیا آپ کسی پر ہنسیں گے یا کسی کا مذاق اڑائیں گے۔
3. آپ کو کسی نے جھوٹ بولنے پر اُکسایا تو کیا آپ جھوٹ بولیں گے؟
4. آپ سورج اور چاند کو دیکھیں گے تو کس کی تعریف بیان کریں گے؟

7. زبان شناسی

فعل نہی:

فعل نہی وہ فعل ہے جس کے ذریعے کسی کام سے روکا جائے۔ جیسے لَاتذھب (تو مت جا)۔ فعل نہی بھی درحقیقت فعل امر ہی کے جیسا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ فعل امر میں کسی کام کو کرنے کا حکم ہوتا ہے اور فعل نہی میں کسی کام کے کرنے سے روکا جاتا ہے۔

فعل نہی بنانے کا قاعدہ

(ا) فعل نہی بنانے کے لیے فعل مضارع کے شروع میں ''لا'' لگا دیا جاتا ہے۔

(۲) فعل مضارع کے آخری حرف کو ساکن کر دیا جاتا ہے اور اگر آخری حرف، حرف علت ہو، تو اس کو ہٹا دیا جاتا ہے جیسے

یَنْصُرُ سے لَایَنْصُرْ ، یَرْمِیْ سے لَایَرْمِ

(۳) جن سات صیغوں میں نون اعرابی ہے ان سے نون اعرابی کو گرا دیا جاتا ہے اور جمع مونث کا نون باقی رہتا ہے۔

گردان فعل نہی معروف

	صیغے	گردان	معنی
مذکر	واحد	لَایَفْعَلْ	وہ ایک مرد نہ کرے
	تثنیہ	لَایَفْعَلَا	وہ دو مرد نہ کریں
	جمع	لَایَفْعَلُوْا	وہ سب مرد نہ کریں
مونث	واحد	لَاتَفْعَلْ	وہ ایک عورت نہ کرے
	تثنیہ	لَاتَفْعَلَا	وہ دو عورتیں نہ کریں
	جمع	لَایَفْعَلْنَ	وہ سب عورتیں نہ کریں
مذکر	واحد	لَاتَفْعَلْ	تو ایک مرد نہ کر
	تثنیہ	لَاتَفْعَلَا	تم دو مرد نہ کرو
	جمع	لَاتَفْعَلُوْا	تم سب مرد نہ کرو
مونث	واحد	لَاتَفْعَلِیْ	تو ایک عورت نہ کر
	تثنیہ	لَاتَفْعَلَا	تم دو عورتیں نہ کرو
	جمع	لَاتَفْعَلْنَ	تم سب عورتیں نہ کرو

متکلم مذکر و مونث	واحد	لَااَفْعَلْ	میں نہ کروں
	تثنیہ/جمع	لَانَفْعَلْ	ہم نہ کریں

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 21-2020

مشق ۱ :

(ا) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کیجیے۔

1. فعل نہی کسے کہتے ہیں؟
2. فعل نہی بنانے کا قاعدہ تحریر کیجیے۔
3. فعل امر اور فعل نہی میں کیا فرق ہے؟

مشق ۲ :

مندرجہ ذیل جملوں میں فعل نہی کی نشاندہی کیجیے۔

(١) لَاتشرب الشاى.

(٢) لَاتَلْعبُ فى الشارع.

(٣) لاتكتُبُ عَلَى الْجِدَارِ.

(٤) لاتَضْرِبُ الكلب.

(٥) لَاتَذْهَبُ أَلِى الْمَدْرَسَةِ بِالتَّاخِيرِ.

(٦) لاتُهمِل فى واجباتك.

(٧) لاتتعرض لسخط الله بمخالفته.

(٨) لاتقطف الأزهار.

(٩) لاتتأخرعن موعد الصلاة.

(١٠) لاتُؤذِ الحيوان.

مشق ۳ :

اردو میں ترجمہ کیجیے۔

(١) لَا تَجعَلُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ.

(٢) ولَا يَغْتَبُ بَعْضُكُم بَعْضًا۔

(٣) لَاتَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ.

(٤) لَاتمشِ فى الارضِ مَرحاً.

(٥) لَاتقْتُلوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ.

مشق ۴ :

مندرجہ ذیل جملوں کا عربی میں ترجمہ کیجیے۔

(۱) خدا کے سوا کسی سے نہ ڈر۔

(۲) تم سب عورتیں یہاں نہ بیٹھو۔

(۳) فواحش کے قریب مت جاؤ۔

(۴) دوپہر میں باہر نہ نکلو۔

(۵) تم دونوں آج بازار مت جاؤ۔

گنتی

۲۱ تا ۱۰۰

۲۱	واحد وعشرون	٤١	واحد و اربعون
۲۲	اثنان وعشرون	٤٢	اثنان و اربعون
۲۳	ثلاثة وعشرون	٤٣	ثلاثة و اربعون
۲٤	اربعة وعشرون	٤٤	اربعة و اربعون
۲٥	خمسة وعشرون	٤٥	خمسة و اربعون
۲٦	ستة وعشرون	٤٦	ستة و اربعون
۲۷	سبعة وعشرون	٤٧	سبعة و اربعون
۲۸	ثمانية وعشرون	٤٨	ثمانية و اربعون
۲۹	تسعة وعشرون	٤٩	تسعة و اربعون
۳۰	ثلاثون	٥٠	خمسون
۳۱	واحد و ثلاثون	٥١	واحد و خمسون
۳۲	اثنان و ثلاثون	٥٢	اثنان و خمسون
۳۳	ثلاثة و ثلاثون	٥٣	ثلاثة و خمسون
۳٤	اربعة و ثلاثون	٥٤	اربعة و خمسون
۳٥	خمسة و ثلاثون	٥٥	خمسة و خمسون
۳٦	ستة و ثلاثون	٥٦	ستة و خمسون
۳۷	سبعة و ثلاثون	٥٧	سبعة و خمسون
۳۸	ثمانية و ثلاثون	٥٨	ثمانية و خمسون
۳۹	تسعة و ثلاثون	٥٩	تسعة و خمسون
٤٠	اربعون	٦٠	ستون

٦١	واحد وستون	٨١	واحد و ثمانون
٦٢	اثنتانة وستون	٨٢	اثنتانة و ثمانون
٦٣	ثلاثة وستون	٨٣	ثلاثة و ثمانون
٦٤	اربعة وستون	٨٤	اربعة و ثمانون
٦٥	خمسة وستون	٨٥	خمسة و ثمانون
٦٦	ستة وستون	٨٦	ستة و ثمانون
٦٧	سبعة وستون	٨٧	سبعة و ثمانون
٦٨	ثمانية وستون	٨٨	ثمانية و ثمانون
٦٩	تسعة وستون	٨٩	تسعة و ثمانون
٧٠	سبعون	٩٠	تسعون
٧١	واحد و سبعون	٩١	واحد و تسعون
٧٢	اثنتانة و سبعون	٩٢	اثنتانة و تسعون
٧٣	ثلاثة و سبعون	٩٣	ثلاثة و تسعون
٧٤	اربعة و سبعون	٩٤	اربعة و تسعون
٧٥	خمسة و سبعون	٩٥	خمسة و تسعون
٧٦	ستة و سبعون	٩٦	ستة و تسعون
٧٧	سبعة و سبعون	٩٧	سبعة و تسعون
٧٨	ثمانية و سبعون	٩٨	ثمانية و تسعون
٧٩	تسعة و سبعون	٩٩	تسعة و تسعون
٨٠	ثمانون	١٠٠	مائة

5

نصوص مُختارة

☆ مندرجہ ذیل تصاویر کو غور سے دیکھیے۔

☆ ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

1. تصویر میں آپ کو کیا نظر آ رہا ہے؟
2. پہلی تصویر میں بڑھیا کیا کر رہی ہے؟
3. سردی کے موسم میں آگ کیا کام کرتی ہے؟
4. دوسری تصویر میں لڑکا کیا کر رہا ہے؟
5. لڑکا بڑھیا کو سویٹر (گرم کوٹ) کیوں پہنا رہا ہے؟
6. لڑکے کے اس عمل کو کیا کہیں گے؟

بچو! ایسا کیجیے۔

1. سبق پڑھیے کہاوتوں اور حکمت کی باتوں کی نشاندہی کیجیے۔
2. خط کشیدہ الفاظ کے معانی کتاب کے آخر میں دی گئی فرہنگ میں تلاش کیجیے یا اپنے ساتھیوں یا اساتذہ کرام سے معلوم کیجیے
3. سبق کی تصویریں دیکھیے۔ سبق میں موجودہ مواد کا تصور کیجیے۔

اَلْهَيْبَةُ خَيْبَةٌ،اَلسُّكُوتُ سَلَامَة،اَلسَّلَامَةُ غَنِيمَةٌ،بَلَاءُ الْاِنْسَانِ مِنَ اللِّسَانِ ، صَدِيقُ الْوَالِدِعَمُّ الْوَلِدِ، كَمَاتَزْرَعُ تَحْصُدُ،لِكُلِّ شُغْلٍ وَقْتٌ، لِكُلِّ عَمَلٍ رِجَالٌ۔ اَلْعِلْمُ فِى الْمَرْءِ كَا لتَّاجِ لِلْمَلِكِ ، اَلصِّدْقُ دَأْبُ الْخِيَارِ، اَلْكِذْبُ دَأْبُ الشِّرَارِ، طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ، كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، لِكُلِّ غَدٍ طَعَامٌ ،لِكُلِّ مُقَامٍ مَقَالٌ، اَلنَّشِيْدُ مَعَ الْمَسَرَّةِ، اَلْيَوْمُ سَلَامٌ وَّغَدًا كَلَامٌ ، اَلنَّارُ فَاكِهَةُ الشِّتَاءِ، اَلْعِلْمُ بِلَاعَمَلٍ كَشَجَرٍ بِلَاثَمَرٍ، اَلرَّفِيْقُ قَبْلَ الطَّرِيْقِ، اَلْعَيْنُ حَقٌّ اَلْعِلْمُ فِىْ الصِّغَرِ كَا لنَّقْشِ فِى الْحَجَرِ، خَيْرُالْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا، اِنَّمَاالْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، اِنَّمَاالْمُوْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَامِنْ كُلِّ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّانَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ اُكْتُبْ لَنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُخْلِصِيْنَ فِى اَعْمَالِنَا وَاَقْوَالِنَا وَارْجِعْ اِلَيْنَا اِيَّامَنَا وَانْصُرْنَاعَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ،اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ فَضْلِكَ رِزْقًاحَسَناً وَاَنْتَ خَيْرُالرَّازِقِيْنَ۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

یہ کیجیے

I. سنیے-بولیے

1. یہ سبق کس چیز کے متعلق ہے؟
2. ہیبت کو ناکامی کی دلیل کیوں کہا گیا ہے؟
3. جیسا بوئے گا ویسا ہی کاٹے گا کا کیا مطلب ہے؟
4. اگر آپ کو جج بنا دیا گیا تو ''سچ'' ''جھوٹ'' دونوں پر کیا فیصلہ دیں گے؟
5. اگر آپ کو پڑھتے وقت کھیلو کہا جائے اور کھیلتے وقت پڑھو کہا جائے تب آپ کونسی کہاوت پیش کریں گے؟
6. ''انسان کی مصیبت اس کی زبان سے ہے'' اس کا کیا مطلب ہے؟

II. روانی سے پڑھیے

الف) ذیل کے سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. سبق میں کن کن کہاوتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے؟

2. ''والد کا دوست لڑکے کا چچا ہے'' کہاوت تحریر کیجیے۔

3. ''خاموشی میں سلامتی ہے'' کہاوت تحریر کیجیے۔

4. ''علم آدمی کے لیے ایسا ہی ہے جیسا کہ بادشاہ کے لیے تاج'' کہاوت تحریر کیجیے۔

____

5. ''نظر کا لگنا حق ہے'' عبارت لکھیے۔

____

ب) سبق میں موجود کہاوتوں کو تلاش کیجیے جو انسان کی زندگی سے متعلق ہیں؟

(۱) ______________________________

(۲) ______________________________

(۳) ______________________________

(۴) ______________________________

(۵) ______________________________

ج) ذیل کے جملے پڑھیے اور صحیح (✓) غلط (×) کی نشاندہی کیجیے۔

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم '' من یر داللہ خیرًا یفقھہ فی الدین ( )

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم '' انہ من لایَرحَمُ لایُرحَمُ ( )

(۳) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم '' من صلّی علیَّ صلاۃ صلّی اللّٰہُ علیہ بھاعشراً ( )

(۴) العلم فی الصغرِ کا لنقش فی الحجر ( )

(۵) انمّا الاعمال بالنیات ( )

(۶) بے ادبی اچھوں کی عادت ہے ( )

(۷) کیا سفر شروع کرنے سے قبل دشمن بنالینا ( )

(۸) پہلے کلام بعد میں سلام کرنا ( )

(۹) آگ گرمی کا میوہ ہے ( )

(۱۰) نظر کا لگنا حق نہیں ہے ( )

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 21-2020

III. سوچیے اور لکھیے

(۱) دین میں تفقہ یا سمجھ حاصل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

____

(۲) علم کی راہ میں چلنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں؟

____

(۳) رحم کرنا کیوں ضروری ہے؟

____

(۴) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی کیا فضیلت ہے؟

____

(۵) علم کا حاصل کرنا کس کس پر ضروری ہے؟

____

IV. لفظیات

(الف) مندرجہ ذیل الفاظ کی مدد سے جملہ مکمل کیجیے۔

سلامة – بالنیات – حق – الموت – الشرار – الخیار – تحصد

(۱) العین ______________

(۲) کل نفس ذائقة ______________

(۳) السکوت ______________

(۴) انماالاعمال ______________

(۵) کماتزرع ____________________

(٦) الصدق داب ____________________

(٧) الکذب داب ____________________

(ب) نیچے دیے گئے الفاظ کی ضد بتایئے۔

(١) الخیار × ____________________

(٢) حقٌ × ____________________

(٣) الشتاء × ____________________

(۴) رجال × ____________________

(۵) قبل × ____________________

(ج) حسب ذیل الفاظ کی واحد بتایئے۔

(الف) رجال – ____________________

(ب) الخیار – ____________________

(ج) الشرار – ____________________

(د) اعمال – ____________________

(ہ) نیات – ____________________

☆ دیے گئے سوالات کے جوابات دیجیے۔

1. مندرجہ بالا کہاوتوں پر آپ کیا کریں گے؟

____

2. اگر کوئی رحم والا معاملہ آپ کے سامنے آیا تو آپ کیا کریں گے؟

____

3. اگر آپ کے سامنے نبی مُکَرَّم حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آیا تو آپ کیا کریں گے؟

____

4. اگر آپ کسی سے ملاقات کریں تو پہلے کیا کریں گے؟

---

5. اگر آپ سے کوئی ڈائری پر کچھ قلم بند کرنے کے لیے کہے تو کیا لکھیں گے؟

---

6. اگر آپ سے کوئی زبان درازی کرے تو آپ کا کیا ردعمل ہوگا؟

---

۷. زبان شناسی

مفعول فيه کو ظرف بھی کہتے ہیں ظرف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ظرف زمان　　(۲) ظرف مكان

(۱) ظرف زمان: وہ ظرف ہے جو کام کے ہونے کے وقت کو بتائے۔

جیسے: صُمْتُ يَوْمَ الاثنينِ – ذهب على امس

(۲) ظرف مكان: وہ ظرف ہے جو کام کے ہونے کی جگہ کو بتائے۔

جیسے: قرآن کی یہ آیت مبارکہ

- وَقَفَ الْأُسْتَاذُ اَمَامَ الطَّلَبَةِ
- وبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا